رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم قادیان

دور جدید

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

ہفتہ وار

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے ۵۰ روپے
امراء و رؤسا سے ۲۵ روپے
معاونین سے ۱۰ روپے
عوام سے ۵ روپے
ممالک غیر سے ۱۲ روپے

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ آنے

جلد (۳۸) | قادیان - ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۳۵ء یوم پنجشنبہ | نمبر (۵)

جماعت احمدیہ کی خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک تازہ قربانی

عراق میں ایک مخلص احمدی شہید کر دیا گیا

خدا تعالیٰ کے فضل سے بلاد عرب میں بھی احمدیت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ سعید الفطرت اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر کے ایثار اور اخلاص کی نہایت اعلیٰ مثالیں پیش کر رہے ہیں۔ ہر قسم کی تکالیف نہایت خوشی اور بشاشت سے برداشت کرتے ہوئے مومنانہ حوصلہ اور استقلال دکھا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے خون کے قطروں اور جسم کے ذرّوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کرنے کا فخر بھی حاصل کر رہے ہیں۔

ایک عرب نوجوان الحاج عبداللہ صاحب نے جو ایک نہایت مخلص احمدی ہیں اور ایک لمبا عرصہ قادیان میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آجکل اپنے وطن میں تبلیغ احمدیت میں مصروف ہیں۔ ۱۰ ر شوال ۱۳۵۳ھ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جو حال میں پہنچا ہے۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں :- "آج بغداد سے ایک خط موصول ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ شیخ احمد فرقانی جو عرصہ دس سال سے احمدیت کی وجہ سے مخالفین کے ظلم و ستم برداشت کرتے چلے آرہے تھے۔ جنگ لوگوں نے بالٹیکات کر رکھا تھا ان کو شہید کر دیا گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - وہ نواء کرکوک میں اپنے گاؤں میں رہتے تھے۔ جو بغداد سے قریباً ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب میں بغداد میں تھا۔ تو وہ کئی ہفتے میرے پاس آکر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے حد محبت اور اخلاص رکھتے تھے۔ آپ کے فارسی اور عربی اشعار سن کر وجد میں آجاتے۔ اور زار زار رونے لگ جاتے تھے"۔

اگرچہ ہمارے اس شہید بھائی کا ایک ایک لمحہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ ہر وقت دشمنوں میں گھرا رہتا۔ اور ان کے مظالم کا نشانہ بنا رہتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے اخلاص اور استقلال کو قبول فرماتے ہوئے نہ صرف اس کے تمام دکھوں اور تکلیفوں کا خاتمہ کر دیا۔ بلکہ اپنے فضل سے ایسی زندگی عطا فرما دی جس کے متعلق وہ ارشاد فرما چکا ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ یعنی میری راہ میں جان دینے والوں پر کبھی موت وارد نہیں ہو سکتی۔ وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ ہوتے ہیں۔ انصاف پسند اصحاب غور کریں۔ دور دراز کے علاقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے والوں کا کھڑا ہونا۔ اور پھر اس قدر ایثار و اخلاص دکھانا کہ سالہا سال تک مظالم کا شکار بننے کے باوجود جان تک دے دینا۔ مگر قدم پیچھے نہ ہٹانا کیا کوئی معمولی بات ہے۔

ہمیں جہاں اپنے ایسے مخلص بھائیوں کی وفات کی وجہ سے سخت صدمہ ہے۔ وہاں اس درجہ کے متعلق جو اسے حاصل ہوا۔ خوشی اور فخر بھی ہے۔ بلکہ دل میں تڑپ ہے کہ ایسا موقعہ ہمیں بھی حاصل ہو۔

احباب اپنے شہید بھائی کی نماز جنازہ پڑھیں اور دعائے مغفرت کریں۔ (الفضل)

کھوٹہ (ضلع راولپنڈی) میں احمدیوں کا بائیکاٹ

مولوی عبد الرحمٰن امام مسجد کھوٹہ کی مذبوحی حرکات

احمدیوں کا سودا سلف اور گوشت وغیرہ تک بند کردیا گیا

مولوی عبد الرحمٰن ، امام مسجد کھوٹہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں شرافت اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر ہمیشہ احمدیوں کے دلوں کو مجروح کرتا رہتا ہے اب ہر ایک احراری پروپگنڈے کے ماتحت اپنی پوری شان جبرت کے ساتھ احمدیوں کو پیس ڈالنے کی فکر میں ہے - اور ہر طریقہ اور ذریعہ سے دکھ اور تکالیف دینے کے علاوہ احمدیوں پر دنیا تنگ کرنے پر تلا ہوا ہے - اسی پروپگنڈے کے ماتحت مسلمان دوکانداروں نے احمدیوں کو سودا سلف اور قصائیوں نے گوشت تک دینا بند کردیا ہے۔

اسی پر بس نہیں کی بلکہ عوام کالانعام اور ان کی ذریت کو پیچھے لگا کر احمدیوں کو راستہ چلنا دوبھر کردیا ہے جو دل خراش آوازے کستے اور ہولی کے آوارہ منش لوگوں کی طرح ہو ہو کے نعرے لگاتے اور تالیاں پھٹکارتے ہیں -

کیا حکام ضلع اسطرف توجہ فرمائینگے۔ (نامہ نگار)

الحکم لیٹ ہو رہا ہے

الحکم کے اس دور جدید میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی پرچہ آج تک لیٹ نہیں ہوا - یہ پہلا پرچہ اسدفعہ لیٹ ہو رہا ہے - اور مجھے اسکے لئے کوئی ندامت نہیں - کیونکہ سلسلہ عالیہ کی بعض خدمات کیوجہ سے جن کی اسوقت ضرورت ہے اور جن کیلئے ہر احمدی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیئے - مجھے اس ہفتہ مصروف رہنا پڑا - اور پھر ۱۳ر فروری کو جبکہ اخبار کی روانگی کا دن تھا - گوردا سپور ایک شہادت کے لئے جانا پڑا - ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے میں احباب الحکم سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس تاخیر کو تاخیر تصور نہ فرمائیں گے -

محمود احمد عرفانی
ایڈیٹر اخبار الحکم

درسِ عمل

ایک احمدی ماں کی اپنے نوجوان لڑکے کو موجودہ تحریک کے متعلق نصیحت

(از جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

جا بیٹا! جا، نثار ہو ملت کی آن پر
دریا بن اور پھیل جا سارے جہان پر

تجھ کو اسی امید پہ پالا تھا ناز سے
ملت کی نذر کردوں خلوص و نیاز سے

دنیا ابھی نہیں تیری طاقت سے آشنا
نعرہ لگا کے ہاں ذرا گیتی کو تھرتھرا

شعلوں میں کود اور سمندر کو پھاڑ دے
ہر سو نشان صداقت احمد کا گاڑ دے

خوفِ ضیاعِ زندگیٔ مستعار کیا
تو احمدی ہے تجھ کو غمِ روزگار کیا

آگ اور اس سے خوف؟ یہ سودائے خام ہے
ابنِ خلیل! آگ تو تیری غلام ہے

مائل اگر ستم پہ عدوئے عنید ہو
تیرے لبوں پہ نعرہ هل من مزید ہو۔

شیطان ہمیں پھر آج ستانے کو ہے اٹھا
پھر ایک بار حق کے مٹانے کو ہے اٹھا

جانِ عزیز! ہے تری غیرت کا امتحاں
اب تو منافقت کا نہ اٹھے کہیں ہی گماں

قرآں بکف اٹھ اور جا دیوانہ وار تو
جا اب نہ بیٹھ اے مرے دل کی بہار تو

دنیا میں نشرِ حق و صداقت جنوں سے ہے
تازہ یہ نخل ازل سے شہیدوں کے خوں سے ہے

پیدا کر اپنے دل میں صداقت کا وہ جنوں
کابل کی سرزمیں کو کیا جس نے لالہ گوں

دنیا میں بس رہے ہیں درندے چہار سو
جا - اسوۂ رسول کا دے ان کو درس تو

نابینا ہیں جو ان کو صداقت کا نور دے
جا - طالبانِ حق کو تجلائے طور دے

ضو بخش دہر ہو مری آنکھوں کے نور جا
مجھکو خدا پہ چھوڑ مگر تو ضرور جا!

وقف کنندگان کیلئے ضروری اعلان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی ہے کہ بیرونجات کے ایسے سب اصحاب جنھوں نے اپنی زندگی کے کم از کم تین سال خدمت دین کے لئے وقف کئے ہیں دوبارہ اطلاع دیں کہ کیا وہ اب بھی اپنے اس عہد پہ قائم ہیں - جس کی اطلاع انھوں نے اس سے پہلے دی تھی - ایسے اصحاب حضرت امیر المومنین کی ہدایات پہ دوبارہ غور کریں جو اخبار الفضل ۹ر دسمبر ۱۹۳۴ء میں درج ہیں - حضرت صاحب فرماتے ہیں :-

" یہ قربانی ایک دو دن کے لئے نہیں بلکہ مسلسل تین سال کے لئے ہے - میں نے بتایا تھا کہ بعض نوجوانوں کو ہندوستان سے باہر بھیجا جائے گا - اور بعض کو ہندوستان میں ہی دورہ کرنے کے لئے بھیجوں گا بعض اور باتوں کے ذریعے میں تجربہ کرنا چاہتا ہوں جماعت کے اخلاص کا - ان نوجوانوں کے اخلاص کا جو توکل کرکے نکل کھڑے ہوں اور جو اتنی بھی فکر نہ کریں کہ کل کی روزی انھیں کہاں سے ملیگی - وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرکے چلے جائیں - اور تبلیغ کرتے پھریں اسی طرح جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہ حواری نکلتے تھے - جنھیں کہا گیا تھا کہ اپنے پاس کچھ مت رکھو - اور کل کی روٹی کی فکر نہ کرو - پھر جہاں سے خدا تعالیٰ انھیں کھلائے کھائیں اور جہاں سے پلائے پئیں ..... بعض نوجوانوں کو میں اس طرح پہ استعمال کرنا چاہتا ہوں اور بعض کے لئے اور طریقہ استعمال کروں گا - بہر حال ان کی آزمائش کی جائیگی اور دیکھا جائے گا کہ قربانی کے متعلق ان کے دعوے کیسے ہیں "

جو احباب باقاعدہ ملازم ہیں یا جو طالب علم ہیں وہ مستثنیٰ ہیں ہاں اگر ملازمت عارضی ہو اور جلدی ہی وہاں سے فارغ ہونے والے ہوں تو وہ فارغ ہونے کی تاریخ سے حوالہ دیکر اپنے آپ کو پیش کرسکتے ہیں - اسی طرح وہ طالب علم جنھوں نے اس سال کوئی امتحان دینا ہو امتحان سے فراغت کے بعد اپنے آپ کو پیش کرسکتے ہیں - لیکن بہر حال اطلاع اب دینی ضروری ہے - تمام ایسے دوستوں کو حضور نے ایک ماہ کی مہلت دی ہے کہ اس عرصہ میں وہ اپنے نام دوبارہ پیش کریں ورنہ ایک ماہ انتظار کرنے کے بعد انکے

جا چاہیے چلا گیا اور اپنے ماموں کے گھر آ گیا - یہ
ماموں نے جو میرے خسر بھی تھے اور بڑے آدمی تھے - اور انھوں نے

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت میر عنایت علی صاحب لدھیانوی کی زبان سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر لدھیانہ

حضرت میر عنایت علی شاہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے خدام میں سے ہیں۔ نہایت متقی اور باعمل انسان ہیں۔ میر عباس علی شاہ صاحب جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ابتداء میں بڑی محبت اور عشق تھا۔ اور جن کے نام حضرت اقدس نے بہت سے خطوط لکھے۔ اور جو مکتوبات احمدیہ کے نام سے چھپ بھی چکے ہیں۔ آپ کے چچا اور خسر تھے۔ افسوس ہے کہ میر عباس علی صاحب اپنی پہلی حالت پر قائم نہ رہ سکے۔ لیکن اخلاص کا وہ رنگ میر عنایت علی شاہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ سنہ ۱۸۸۴ء سے لے کر آج تک وہ اپنی محبت و اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میر صاحب کو لمبی عمر دے اور صحت و عافیت سے رکھے۔ آپ نے یہ حالات قادیان کی ایک ذکر حبیب کی مجلس میں بیان فرمائے تھے۔ حضور کے اس سفر کے حالات اسقدر عمدگی اور ترتیب سے بیان کئے گئے ہیں کہ اس سے سیرت نگار آپ کی سیرت و اخلاق کے سینکڑوں ورق لکھ سکیں گے۔ (ایڈیٹر)

یہ عاجز ۱۸۸۴ء سے بذریعہ میر عباس علی شاہ صاحب جو اس عاجز کے چچا اور خسر بھی تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس اثناء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں و نشانات و معجزات و کرامات برابر دیکھتا چلا آ رہا ہے۔ سب سے اول براہین احمدیہ کا پہلا حصہ جو جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ دعوے مجددیت میں لدھیانہ پہنچا۔ جس کو میرے چچا میر صاحب موصوف نے دیکھ کر کہا کہ میں ایک کتاب دیکھ کر آیا ہوں کہ کسی شخص نے قادیان سے دعویٰ مجدد کیا ہے۔ اس کتاب کی عبارت سے شانِ نبوت کی بو آتی ہے۔

میر صاحب موصوف خود بھی ایک صوفی بزرگ تھے جو کسی زمانہ میں ضلع جالندھر میں دفتر خزانہ میں سکینڈ کلرک تھے۔ غرض انھوں نے براہین کا پہلا حصہ دیکھ کر بڑی تڑپ سے قادیان پہونچے۔ یہاں آ کر انھوں نے مرزا غلام قادر صاحب کو دیکھا جو کہ سپرنٹنڈنٹ ضلع تھے۔ جب ان سے گفتگو ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں تو ایک دنیا دار آدمی ہوں۔ لیکن میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں وہ ابھی آ جاتے ہیں۔ بعد ازاں تھوڑی دیر میں حضرت اقدس اندر سے تشریف لائے۔ نہایت سادگی کا لباس تھا۔ چہرہ بارکت [illegible]

غرض جب میر صاحب موصوف کی حضرت صاحب سے بات ہوئی تو انھوں نے حضرت صاحب کو اپنے خیال سے بہت بڑھ کر پایا۔ پھر میر صاحب حضرت صاحب کے عاشق ہو گئے اور لدھیانہ سے قادیان آنا جانا شروع کیا۔ اور گویا کہ ایک بڑے معاون ہو گئے اور حضرت صاحب سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بلکہ اگر کسی اور کو بھی خط لکھا جاتا تھا تو اس کی ایک نقل میر صاحب کو لدھیانہ آتی تھی۔ ان خطوط کو با حفاظت ہو کر رجسٹر میں درج کر لیا کرتے تھے۔ اس عاجز کے ہاتھ سے بھی کئی خطوط رجسٹر میں انھوں نے درج کرائے۔ بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اعلان ہو گیا تھا کہ جو شخص بھی ملنے کے لئے قادیان آئے تو وہ پہلے میر عباس علی شاہ صاحب سے لدھیانہ کے پاس جائے۔ تاکہ ان کو اچھی طرح سے یہاں کے حالات معلوم ہو جائیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت لوگوں کو دھوکہ لگتا تھا کہ مرزا قادیاں وہ شخص ہے۔ جو کہ چوہڑوں کا پیر ہے چونکہ مرزا امام الدین صاحب واقعی چوہڑوں کے پیر تھے۔ اس لئے باہر کے آنے والوں کو دھوکہ لگتا تھا۔ اسلئے حضرت صاحب نے اعلان کروا دیا کہ پورب کے آنے والے دوست پہلے میر صاحب سے مل کر آئیں تاکہ وہ ان آنیوالے دوستوں کو اصلیت بتا دیں۔ اور یہ رجسٹر جس میں خطوط درج ہوتے تھے اس کا نام بھی میر صاحب نے ملفوظات احمدیہ رکھا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد رؤساء شہر نے متفق ہو کر جس میں نواب علی محمد خان صاحب جھجر و مولوی محمد حسن صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ لدھیانہ وغیرہ نے یہ تجویز کیا کہ حضرت صاحب کو لدھیانہ لایا جائے۔ لیکن میر عباس علی صاحب ان کے معاون ہیں اور ان ہی کا حضرت صاحب کے پاس آنا جانا ہے۔ وہی جا کر قادیان سے حضرت صاحب کو لائیں۔ اسپر میر صاحب موصوف قادیان آئے۔ اور حضرت صاحب سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا میر صاحب رویا میں ہم نے دیکھا کہ ہم کسی شہر میں گئے ہیں۔ وہاں کے لوگ ہمارے سے برگشتہ ہیں۔ میر صاحب نے کہا کہ رویا میں یہ تو نہیں بتلایا گیا وہ لدھیانہ ہی ہے؟

اسپر حضرت صاحب نے منظور فرما لیا کہ ہم چلیں گے۔ لیکن میر صاحب ہمارے لئے مکان ایسا تجویز کیا جائے جس میں لوگوں کے بیٹھنے کا کمرہ الگ ہو اور تخلیہ کا الگ ہو اور ضروریات کا بھی سامان ہو۔ غرض جس میں کوئی دقت نہ ہو۔

یہ اسوقت کا ذکر ہے جبکہ حضرت ام المومنین آپکے تزویج میں نہیں آئی تھیں۔ جب حضرت صاحب نے لدھیانہ آنا منظور فرما لیا۔ تو میر صاحب خوشی خوشی لدھیانہ پہونچے اور آتے ہی اس عاجز سے کہا کہ لو بھائی حضرت صاحب نے مان لیا اور وہ تشریف لائیں گے۔

غرض لدھیانہ میں آپ کی آمد کا چرچا ہو گیا۔ اب ہمارے میر صاحب نے یہ کہا کہ مکان کونسا تجویز کیا جائے؟ تو ہمارے ہی محلہ بلکہ ہماری برادری میں سے ایک ڈپٹی امیر علی صاحب تھے۔ ان کا مکان تجویز کیا گیا۔ تو ان کے چچا میر نظام الدین تھے ان کو بلایا گیا اور کہا کہ آپ اس مکان کی چابی وغیرہ ہمیں دیدیں تاکہ حضرت صاحب کو یہاں اُتارا جائے۔ کیونکہ ان کا مکان اچھا کھلا اور حضرت صاحب کی مرضی کے مطابق تھا۔ اور ان سے یہ بھی کہا کہ آپکا جو تکلفات کا سامان ہے وہ اس میں سے اٹھا لیں۔ کیونکہ یہ الٰہی محفل ہے اس میں ہر کس و ناکس امیر و غریب آئیں گے۔ ہم اس میں چٹائیاں بچھائیں گے تاکہ آپ کا سامان بھی خراب نہ ہو اور آپ کو برا بھی معلوم نہ ہو۔ میر نظام الدین صاحب نے جواب دیا کہ اٹھا لینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ بابرکت قدموں سے مس ہو تو اچھا ہے کیا ہم نے اس کو ساتھ لے جانا ہے۔ یہ اسیطرح رہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرما دیا تھا کہ جب ہم آئینگے تو آنے سے قبل وقت اور تاریخ وغیرہ سے اطلاع دیں گے۔ غرض حضرت صاحب کا اطلاعی کارڈ آیا کہ ہم فلاں گاڑی سے لدھیانہ پہنچیں گے۔

اسوقت لدھیانہ کا اسٹیشن چھوٹا تھا۔ جب حضرت صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام شہر میں چرچا ہو گیا کہ مرزا صاحب قادیان آنے والے ہیں۔ اب ہر شخص کو خیال تھا کہ بڑی شان و شوکت سے آئینگے۔ سٹیشن پر ایک بڑا ہجوم اور مجمع ہو گیا۔ جس میں عیسائی ہندو مسلمان اور ہر قسم کے لوگ جمع ہو گئے۔ قاضی خواجہ علی صاحب اپنی ٹمٹم لے کر کھڑے ہو گئے۔ تاکہ حضرت کو بٹھلا کر محلہ صوفیاں میں لائیں۔

اب حضرت صاحب کو سوائے ایک شخص یعنی میر صاحب کے اور کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ نہ آپ کے چہرے سے واقف تھے جب گاڑی کا وقت قریب آیا تو میر صاحب نے پلیٹ فارم کا ٹکٹ لیا۔ اور بھی اکثر لوگوں نے پلیٹ فارم کا ٹکٹ لیا۔ اور بہت سے باہر کھڑے رہے۔ اور خیال لوگوں کا یہ تھا کہ جن سے میر عباس علی صاحب مصافحہ کرینگے۔ وہی حضرت مرزا صاحب ہوں گے۔

جب گاڑی آئی۔ اور پلیٹ فارم پر آ کر کھڑی ہو گئی تو میر عباس علی صاحب اور ان کے ساتھی جو اندر تھے وہ پچھلی گاڑیوں میں حضرت صاحب کو تلاش کرنے چلے گئے لیکن حضرت صاحب اگلی گاڑیوں میں تھے۔ لیکن اس عاجز نے نہ ٹکٹ پلیٹ فارم کا لیا۔ اور نہ اندر سٹیشن پر گیا میری عمر چھوٹی تھی تاہم بائیس تئیس سال کی [illegible] یہ خیال کیا کہ اگر حضرت صاحب تشریف [illegible] جیسی اپنی [illegible] پر کھڑا ہو جانا چاہیے [illegible] ہیں۔ قدرتاً یہی خیال آیا کہ [illegible]

اسی دروازہ سے گذرینگے میں اکیلا وہیں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا محض فضل اور احسان تھا۔ اگرچہ میں نے حضرت صاحب کو پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوا تھا۔ لیکن میرے خیال کے مطابق حضرت صاحب اسی پھاٹک سے باہر تشریف لائے جب میں نے تمام مسافروں کے چہروں پر نظر ڈالی۔ تو وہ سب سے نرالا نظر آیا۔ اور بہت بابرکت نظر آیا نہایت سادگی تھی صرف تین آپ کے ساتھی تھے جن کے نام بعد میں معلوم ہوئے ایک حافظ حامد علی صاحب۔ دوسرے مولوی جان محمد صاحب۔ تیسرے لالہ ملاوامل صاحب

گو مجھے علم نہ تھا۔ اور میں نو حضرت صاحب کو بھی نہ پہچانتا۔ الغرض قدرتاً میرے دل میں یہی پڑا کہ ہو نہ ہو مرزا صاحب یہی ہیں میں نے جھٹ مصافحہ کیا۔ حضرت صاحب سٹیشن کے باہر آگئے۔ اور میر عباس علی صاحب تا ہنوز پچھلی گاڑیوں میں تلاش کر رہے تھے۔ اور جب انکو حضرت نہ ملے تو وہ بھی اسٹیشن کے باہر آگئے۔ اور جس بزرگ سے میں نے مصافحہ کیا تھا۔ اُن ہی سے میر صاحب نے آکر مصافحہ کیا۔ تو پھر اطمینان ہو گیا کہ یہی حضرت صاحب ہیں۔ پھر بہت سا ہجوم حضرت صاحب کے ارد گرد زیارت کے لئے جمع ہو گیا۔ پھر اسوقت نواب علی محمد صاحب رئیس جھجھر نے میر عباس علی صاحب سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میری کوٹھی قریب ہے اور باغ ہے اور گویا بڑی وسیع جگہ ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب کے پاس بہت مخلوق آئے گی۔ اسلئے حضور میری کوٹھی میں ٹھیریں تو بہت اچھا ہے۔ یہ اسلئے عرض کیا گیا ہے کہ کیونکہ حضرت صاحب آپکے مہمان ہیں۔ اسپر میر صاحب موصوف نے کہا کہ نواب صاحب! یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آج کی رات حضرت صاحب میرے مہمان ہیں۔ میرے ہی غریب خانہ پر ٹھیرینگے۔ کل آپ کو اختیار ہے۔ اسپر نواب صاحب نے کہا کہ بہت اچھا۔

اسیوقت حضرت صاحب کو قاضی خواجہ علی صاحب کی ٹمٹم میں بٹھا کر محلہ صوفیاں میں لائے۔ بہت لوگ ساتھ تھے۔ جب گھر پہنچے تو عصر کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے عصر کی نماز پڑھی۔ جب آپنے وضو کیا تو آپکے پاؤں میں جرابیں مالیدہ کی تھیں۔ جبکہ آپ نے مسح کیا تو اسوقت اکثر لوگوں نے آپس میں آہستہ آہستہ کہا کہ کیا یہ جائز ہے؟ جس میں مولوی عبد القادر صاحب اور اُن کے والد مولوی محمد موسیٰ صاحب بھی تھے۔ جب حضرت صاحب مسجد کے اندر تشریف لائے تو مولوی محمد موسیٰ صاحب نے حضرت اقدس سے دریافت بھی کیا کہ حضور مسح جائز ہے؟ آپ نے فرمایا یہ جائز ہے۔ نماز کے لئے عرض کیا کہ حضور پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں مولوی عبد القادر صاحب پڑھائیں۔ اور جب تک حضرت صاحب کا لدھیانہ میں قیام رہا مولوی عبد القادر صاحب ہی نماز پڑھاتے رہے سوائے صبح کی نماز کے کیونکہ صبح کی نماز حضور خود پڑھاتے تھے۔ اس میں یہی چند آدمی شامل ہوتے تھے۔ حافظ حامد علی صاحب۔ مولوی جان محمد صاحب۔ میر عباس علی صاحب اور یہ عاجز۔

قیام لدھیانہ کے دوران میں حضور اکثر سیر کو بھی جایا کرتے تھے جیسے کہ حضور کی عادت تھی۔ اور ایک دفعہ جنگل میں نماز عصر کا وقت آگیا۔ تو لالہ ملاوامل نے کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا یہیں پڑھ لی جائے۔ غرض وہیں نماز مولوی عبد القادر صاحب کے پیچھے پڑھی گئی۔

لالہ ملاوامل صاحب حضرت صاحب کے پاس فرش پر نیچے ہی سوتے تھے۔ جب ہم چارپائی پر سونے کے لئے کہتے تو یہی جواب دیتے کہ مجھے کچھ نہ کہو۔ مجھے حضرت صاحب کے قدموں میں ہی لیٹنے دو۔ چارپائی کی ضرورت نہیں۔

غرض جس روز حضرت صاحب لودھیانہ تشریف لائے۔ تو اول دعوت یعنی شام کا کھانا میر صاحب ہی نے کھلایا۔ دوسرے دن قاضی خواجہ علی صاحب (ممبر میونسپل کمشنر جو منشی احمد جان صاحب کے مرید تھے) کے کھانا کیا۔ شام کے کھانے کے لئے منشی رحیم بخش صاحب نے منشی احمد جان صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ساتھ وعدہ ہے کہ اگر کبھی حضرت صاحب تشریف لائیں تو ایک وقت کا کھانا میرے ہاں کھائیں۔ تو ہم لوگوں نے کہا کہ اچھا شام کا کھانا آپ کھلائیں۔ غرض شام کے کھانے کے لئے حضرت صاحب اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ آٹھ دس آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ حضور کو ایک کھلے کمرہ میں بٹھایا گیا تھا۔ کھانا تیار ہو رہا تھا۔ خیال ہوا کہ اس کمرہ میں ہی کھائینگے۔ جب کھانا کھانے کا موقع آیا تو ایک چھوٹے سے کمرہ میں جا بٹھایا۔ جس میں بڑی تنگی سے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ جب کھانا کھا چکے تو ایک شخص مولوی عبد العزیز صاحب جن کے خاندان سے حبیب الرحمٰن لدھیانوی ہے کی طرف سے آیا۔ اس نے آکر منشی احمد جان صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے مولوی عبد العزیز صاحب کہتے ہیں کہ مرزا صاحب جو قادیان والے آئے ہیں۔ یا تو آکر ہمارے ساتھ بحث کریں یا کوتوالی چلیں۔ اسپر منشی احمد جان صاحب نے فرمایا کہ کیوں ہم کوتوالی چلیں۔ کیا ہم نے کسی کا قصور کیا ہے؟ اگر تمہارے مولوی نے کوئی بات دریافت کرنی ہے۔ تو انسانیت کے ساتھ محلہ صوفیاں میں جہاں حضرت اقدس ٹھیرے ہوئے ہیں آکر دریافت کریں۔

اس کے بعد منشی رحیم بخش صاحب نے منشی احمد جان صاحب نے مخاطب ہو کر کہا کہ جس کمرہ سے آپ اُٹھ کر آئے ہیں وہاں کچھ لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ وہ کچھ اپنے شکوک پیش کرنا چاہتے ہیں۔

اسپر منشی صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب سفر سے آئے ہیں۔ تکان ہے۔ محلہ صوفیاں میں آجائیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ نہیں ہم بیٹھیں گے اور اُن لوگوں کی بات سنینگے کہ وہ کیا کہتے ہیں؟

جب پہلے والے کمرہ میں آئے تو دیکھا کہ کمرا بھرا پڑا ہے۔ اور جگہ تنگ ہے۔ اور مشکل سے حضرت صاحب اور آپ کے ساتھیوں کو جگہ ملی۔ اُن لوگوں سے کہا گیا کہ وہ اپنے شکوک پیش کریں۔ وہ اپنے شکوک پیش کرتے رہے۔ حضرت صاحب اُنھیں جواب دیتے رہے مگر وہ لوگ بالمقابل مخالفت کا جوش دکھاتے رہے تو ان لوگوں کے اس جوش کیوقت تو میر عباس علی صاحب ان کی باتوں سے گھبراتے تھے۔ تو اسپر حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب آپ کچھ نہ کہیں۔ ان کو کرنے دو جو کرنا چاہتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد منشی رحیم بخش صاحب نے کہا کہ میں حضرت صاحب کو زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتا آپ لوگوں کے شکوک کے جواب حضرت صاحب نے کافی طور پر دے دیئے ہیں۔ حضرت کو تکان ہے۔ چنانچہ پھر جب مکان سے اُٹھے تو منشی احمد جان صاحب کو خیال آیا کہ چونکہ مولوی عبد العزیز صاحب فسادی آدمی ہیں۔ اسلیئے دوسرے راستہ سے جانا چاہیئے اس کے متعلق اُنھوں نے میر عباس علی صاحب سے مشورہ کیا حضرت صاحب بھی سُن رہے تھے۔ آپنے فرمایا نہیں اسی راستہ سے چلینگے جس راستہ سے اندیشہ کیا جاتا ہے غرض اسی راستہ سے واپس آئے۔ راستہ میں کوئی مولوی وغیرہ نہ تھا۔

جب واپس آرہے تھے اور چوڑا بازار کے سرے سے گذرے تو ملاوامل صاحب نے میر عباس علی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ میر صاحب۔ حضرت صاحب نے جو رؤیا آپ کو قادیان میں تبلایا تھا پورا ہو گیا؟ اور وہ رؤیا یہی تھا کہ ہم کسی شہر میں گئے ہیں اور وہاں کے لوگ سخت مخالف ہیں۔ ملکہ ہم نے کہا کہ آؤ تمھیں نماز پڑھائیں تو اُنھوں نے کہا کہ ہم نے پڑھی ہوئی ہے۔ جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو میرے پیچھے میر صاحب فقط آپکے اور کوئی نہ تھا۔

میر صاحب نے ملاوامل کے اس رؤیا کے یاد دلانے کے متعلق میر صاحب نے کہا کہ ہاں ملاوامل وہ رؤیا یہیں لدھیانہ میں پورا ہو گیا۔

ایک روز مجمع عام میں مولوی عبد القادر صاحب نے کہا کہ کیا حضور بیعت بھی لے لیا کرتے ہیں۔ تو حضور نے فرمایا ہمیں حکم نہیں۔

اسپر منشی احمد جان صاحب اور میر صاحب نے مولوی عبد القادر صاحب سے کہا کہ آپ بہت سادہ ہیں۔ ایسی بات تخلیہ میں کرنی چاہیئے تھی۔

مولوی عبد القادر صاحب مولوی عبد العزیز صاحب کے شاگرد تھے۔ اس سفر میں غالباً تین چار روز لدھیانہ میں حضرت صاحب ٹھیرے اور پھر واپس قادیان تشریف لے آئے۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت صاحب کی دوسری شادی دہلی میں ہوئی۔ جس میں حضرت صاحب قادیان سے دہلی میں گئے۔ میر عباس علی صاحب کو حضرت صاحب نے لکھا کہ آپ بھی میرے ہمراہ لدھیانہ سے ہولیں۔ جب لدھیانہ سے حضرت صاحب گذر رہے تھے تو میر صاحب اسٹیشن پر گئے اور عذر کیا کہ میری طبیعت ناساز ہے میں ساتھ نہیں جا سکتا۔

۱۸۸۹ء میں جب بیعت لینے کا حکم ہوا تو پہلی بیعت لدھیانہ نیا محلہ منشی احمد جان صاحب کے مکان میں ہوئی۔ وہیں بیعت کے لئے رجسٹر تیار ہوا جس کی پیشانی پر یہ لکھا گیا "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت" رجسٹر کے اندر ایک نقشہ تھا جس میں نام ولدیت اور سکونت درج ہوتی تھی۔

حضرت اقدس ایک کوٹھری میں جا بیٹھے اور دروازہ بند کر لیا۔ اور جاتے وقت فرما گئے کہ ایک ایک کر کے آؤ۔ قیاساً دن کا اول وقت تھا۔ کسی کا نام نہیں لیا کہ کون آئے۔ جب حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے۔ تو باہر دو آدمیوں میں تکرار ہوئی کہ کون پہلے جائے۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب آپ پہلے جائیں کہ آپ اول معاون ہیں تو میر صاحب نے کہا کہ نہیں مولوی صاحب آپ ہی کا حق ہے کہ آپ پہلے جائیں کیونکہ آپ عالم ہیں۔ تو پہلے حضرت مولانا رضی اللہ عنہ گئے۔ نمبر دو پر میر صاحب گئے۔ تیسرا نمبر ہوا ہی چاہتا تھا میر صاحب نے کہا کہ قاضی خواجہ علی صاحب کو بُلا لاؤ کہ بیعت شروع ہو گئی ہے اُن کو ساتھ لیتے آؤ۔ میں ان کو بلانے چلا گیا۔ وہاں سے آتے آتے سات آدمی بیعت کر چکے تھے۔ آٹھویں نمبر پر قاضی خواجہ علی صاحب کی بیعت ہوئی اور نویں نمبر پر میری۔

طریق بیعت اسوقت وہی تھا جو کہ بعد میں رہا اور وہی الفاظ بیعت تھے جو کہ بعد میں دہرائے جاتے تھے۔

جب میں بیعت کر چکا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ کسی اور کو بھیجو۔ تو جب میں نے دروازہ کھولا۔ تو مجھے حضرت چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ ملے میں نے انکو بھیجدیا۔ اسوقت تقریبًا پچاس ساٹھ آدمیوں نے بیعت کی۔

بیعت کے انہی ایام میں حضرت محلہ اقبال گنج میں مکان تبدیل کرکے تشریف لے آئے ہیں۔ اسوقت ایک بابو محمود علی خان صاحب جو خاندان جھجر سے تھے اور میرے دوست بھی تھے انھوں نے بھی بیعت کی خواہش ظاہر کی اور میرے ذریعہ سے حضرت کی بیعت میں داخل ہوئے۔ اور وہ اپنے ساتھ مٹھائی بھی لے کر گئے تھے۔

پہلے بیعت اکیلے اکیلے ہوتی رہی اور پھر خطوط کے ذریعہ۔ اور پھر مجمع عام میں بیعت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب ان ہی ایام میں انبالہ سے تبدیل ہو کر لدھیانہ میں آ گئے۔ اور یہ حضرت صاحب سے سخت مخالف تھے۔ اور یہ حضرت صاحب کے پاس آ کر کبھی نہ بیٹھتے تھے۔ بعد میں لدھیانہ میں حضرت کا آنا جانا زیادہ تر حضرت ام المومنین کی وجہ سے بھی رہا ہے۔

جب دعویٰ مسیحیت ہوا تو رسالہ فتح اسلام لدھیانہ میں کسی کے پاس گیا۔ میر عباس علی صاحب کے پاس نہیں آیا۔ حالانکہ حضرت صاحب کا دستور تھا کہ جو بھی کتاب ارسال کرتے وہ میر صاحب موصوف کے پاس بھیجتے۔ جب رسالہ لدھیانہ میں گیا تو شور مچ گیا کہ مرزا صاحب نے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کر دیا ہے۔ اسپر کئی ایک لوگ میر صاحب کے پاس اس امر کے دریافت کرنے کے لئے آئے کہ یہ کیا بات ہے؟ میر صاحب چونکہ بیمار تھے کہا کہ مجھے کچھ علم نہیں۔ اور نہ ہی حضرت صاحب کی اس امر کے متعلق کوئی تحریر آئی ہے

حضرت اقدس دعویٰ کرتے ہی لدھیانہ تشریف لائے۔ اور آتے ہی محلہ صوفیاں میں میر صاحب کے مکان پر بیمار پرسی کے لئے گئے۔ مسجد کے قریب اس عاجز نے دیکھا کہ حضرت صاحب چند آدمیوں کے ساتھ آ رہے ہیں۔ میں نے میر صاحب کو خبر کی میر صاحب جھٹ اٹھ بیٹھے اور دروازہ تک استقبال کو آئے۔ دروازہ پر دیکھا تو حضرت صاحب کھڑے ہیں۔ مصافحہ کیا اور حضرت صاحب کو اندر لے گئے۔ حضرت صاحب بیماری کا حال پوچھتے رہے اور کوئی بات نہیں ہوئی۔ پھر حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم نے محلہ اقبال گنج میں مکان لیا ہے۔ آپ وہاں آ جائیں۔ شہر میں مخالفت بڑھ گئی

حضرت صاحب نے میر صاحب سے کہا کہ آپکا اور میرا معاملہ پہلے تصوف میں رہا ہے اب یہ ملائی جھگڑا پڑ گیا ہے اسپر آپ سنبھلیں اور جو کچھ مجھ سے سنتے رہیں۔ لیکن چونکہ میر صاحب ایک پرانے سادہ بزرگ تھے اور مولویوں کے اثر میں زیادہ آ گئے۔ اور مخالف مولویوں کا خیال تھا کہ یہ چونکہ معاون ہیں ان کو گرایا جائے۔ ان کو پکڑ کر کھڑے ہو جاتے اور کہتے کہ دیکھو مرزا صاحب کیا بن گئے ہیں مسیح بنتے ہیں مہدی بنتے ہیں یہ ان کی رو میں بہہ گئے۔

ایک عرصہ قبل حضرت صاحب ان کو کہہ چکے تھے کہ آپکی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ میر عباس علی گر جائے گا۔ جس پر انھوں نے جواب دیا کہ میں تو آپکے ساتھ ہوں۔ مگر خدا کی بات پوری ہو گئی۔

لدھیانہ میں مباحثہ ہوا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت کے مدمقابل تھے۔ اور حضرت صاحب کو فتح ہوئی۔ اس مباحثہ کے دوران میں یہ بات بھی قرار پائی کہ مضمون نویسی کیوقت ہر فریق کا ایک ایک آدمی فریق مخالف کے پاس جا کر بطور نگرانی بیٹھے۔ حضرت صاحب کی طرف سے میر عباس علی صاحب نے خود اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت صاحب تو نہیں چاہتے تھے۔ مگر ان کے اصرار سے ان کو اس کام پر لگا دیا۔ اسطرح مخالف مولویوں میں جا کر بیٹھنے سے انپر اور بھی برا اثر ہوا۔

حضرت صاحب نے اس عاجز کو ایک پیغام دیا تھا کہ میر عباس علی شاہ صاحب کو دینا۔ ساتھ ہی فرمایا کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر ہوں گے۔ چنانچہ میں نے جا کر دیکھا کہ وہ مخالف مولویوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ میں نے اس سے سمجھ لیا کہ یہ اب بہہ گئے۔ اور ان کی طرف سے ناامیدی سی ہو گئی۔ غرض حضرت صاحب نے ان کو سمجھایا کہ وہ بہت پرانے تھے۔ لیکن وہ نہ مانے۔

جن دنوں حضرت صاحب محلہ اقبال گنج میں ٹھہرے ہوئے تھے میر عباس علی صاحب کا یہ دستور تھا کہ وہ حضرت صاحب کے پاس جاتے تو اس عاجز کو ساتھ لے جایا کرتے۔

ایک روز جبکہ عید الضحیٰ کا دن تھا وہ اکیلے ہی چلے گئے۔ اور مجھے ساتھ نہ لے گئے جب میں بعد میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ حضرت صاحب کے پاس دو چار آدمی بیٹھے ہیں۔ اور میر صاحب نے حضرت اقدس کو کسی مسئلہ کے بارے میں چھیڑا ہوا تھا۔ میر صاحب خاموش بیٹھے تھے اور حضرت صاحب نہایت جوش سے فرما رہے تھے کہ میر صاحب میں نے آپ کو بہت سمجھایا قرآن سے احادیث سے لیکن آپ کی سمجھ میں کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ میرے ساتھ کوئی نہ رہے مجھے چھوڑ دو۔ میں نے تو سرکاری حکم کی تعمیل کرنی ہے چاہے میرے ساتھ کوئی رہے یا نہ رہے اس سے مجھے کوئی غرض نہیں۔

پھر نماز کا وقت ہو گیا۔ اور وہاں محلہ اقبال گنج میں شہزادہ عبد المجید صاحب کی مسجد میں نماز عید پڑھی گئی

نماز عید مولوی عبد القادر صاحب نے پڑھائی اسوقت دو چار آدمی تھے۔

روایات از حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل قادیان

عورتوں سے سلوک

عورتوں کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ نرمی اور محبت کا حکم فرماتے تھے۔ گورداسپور میں جن دنوں حضور کرم الدین کے مقدمہ میں گئے ہوئے تھے تو آپنے ویطعمون الطعام علٰی حبہ مسکینًا و یتیمًا و اسیرًا کی تفسیر فرمائی۔ اور آپ فرمانے لگے:۔

مومن کے لیئے اپنے گھر میں ہی مسکین اور اسیر ہوتے ہیں۔ بیوی اسیر کا حکم رکھتی ہے۔ کہیں جا نہیں سکتی بچے یتیم اور مسکینی کے ضمن میں ہیں ان سے نیکی کرنا اسکے لئے ہر ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے

آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں نے جو پردہ پر بیجا طور پر زور دیا ہے۔ اس میں انھوں نے پردہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور بیٹیاں جنگوں میں جاتی تھیں اور تمام کام جو جنگ میں ضروری ہوتے ہیں سب کرتی تھیں۔ وہ لوگ پردہ کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔ اس سے بے جا طور پر زور دیا گیا۔ اس مسئلہ کو لوگوں نے نہیں سمجھا۔

کسی شخص نے اپنی بیوی کو مارا۔ اس نے آ کر حضور کے پاس شکایت کی۔ آپنے اس کے خاوند کو بلا کر فرمایا کہ:۔

میاں اگر تم نے زور آزمائی کرنا ہی ہے۔ تو اپنے جیسے سے زور آزمائی کرو۔ وہ تم اسکے لگاؤ اور دو وہ تمھارے لگائے۔ اس غریب کے ساتھ کیا جنگ اور کشتی کرتے ہو۔

میرے گھر سے جب کبھی بھی حضور کے گھر جاتی تھیں حضور نہایت محبت سے پیش آتے تھے۔ جب آپ کے گھر پہلی دفعہ میرے گھر سے گئیں تو حضور ام المومنین کے ہاتھ ایک روپیہ ان کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ

"وہ پہلی مرتبہ ہمارے گھر میں آئی ہیں۔ اسوقت میری جیب میں یہی تھا"

اور حضور نہایت شفقت اور محبت سے پیش آئے۔

بے ثباتی دنیا پر آپکے اقوال

آپ دنیا کی بے ثباتی کے اوپر مختلف وقتوں میں مختلف تقریریں فرماتے تھے۔ جب کبھی دنیا کے متعلق کوئی ذکر آتا۔ تو فرمایا کرتے کہ:۔

یہ تو گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ شب سمور گذشت و شب تنور گذشت۔ کسی کی رات ریشمی کپڑوں اور سمور میں گذر گئی۔ اور کسی کی رات تنور پر گذر گئی۔ بہر حال دونوں کی رات یکساں ہی ہے۔ اس کی کسی چیز کو بھی بقا نہیں۔

احمدی فریق لاہوری ساکن احمدیہ بلڈنگ لاہور کے صحیح عقاید

حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے متعلق

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ فریق لاہور فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت مرزا صاحب کو منہاج نبوت پر پرکھو (ریویو جلد ۶ صفحہ ۲۷۲)

(۲) حضرت مرزا صاحب کو انبیاء سابقین کے معیار پر پرکھو (ریویو جلد ۴ صفحہ ۱۶۹)

(۳) جب ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہیں گے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ وہ صرف نبوت کا مدعی یا بالفاظ دیگر کامل نبوت کا مدعی ہے (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۸۸)

(۴) حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں (ریویو جلد ۴ صفحہ ۱۶۲ و ریویو جلد ۶ صفحہ ۲۷۲)

(۵) حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہندوستان کے مقدس نبی ہیں (ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۶)

(۶) حضرت مرزا صاحب نبی آخر الزمان پیغمبر آخر زماں ہیں (ریویو جلد ۵ صفحہ ۹۹ و ۹۰ و ۲۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کے آنیکی پیشگوئی

"فارسی الاصل (رجل من ابناء فارس) کے متعلق جو پیشگوئی وارد ہوئی ہے اس کی خبر قرآن شریف میں ہے۔ چنانچہ سورۃ جمعہ میں آیا ھو الذی بعث تا ھو العزیز الحکیم (ترجمہ) خدا تو وہ ہے جس نے امی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا کہ انھیں اس کی آیات سنائے۔ اور انھیں پاک بنائے اور کتاب حکمت کی انھیں تعلیم دے گو وہ عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی ان ہی لوگوں کے ہمرنگ ہوگی۔ اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ جو انھیں خدا کی آیات سنائے گا۔ اور انھیں پاک بنائے گا۔ اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا" (ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۶)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈالا ہے۔ کہ اخبار ہذا (پیغام صلح مرتب) کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں پیغام صلح سے تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی محض بہتان ہے ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔

اور جو درجہ حضرت نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔

رباعی

کبھی احمدیت کے حامی تھے کیسے
زمیں جانتی ہے فلک مانتا ہے
بگڑنے سے پہلے پیامی تھے کیسے
مٹے نام جن کے وہ نامی تھے کیسے

— حسن رہتاسی

ہمارا ایمان ہے

کہ اب دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی" (پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

پیغام صلح سے تعلق رکھنے والے

(۱) مولوی محمد علی (امیر جماعت لاہوری)

(۲) صدر الدین (بی اے۔ بی ٹی)

(۳) (خانصاحب) ڈاکٹر سید محمد حسین (ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر)

(۴) (خانصاحب) محمد منظور الٰہی (۵) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ (ایل۔ ایم۔ ایس)

(۶) یعقوب خان (بی۔ اے بی ٹی ایڈیٹر لائٹ) (۷) سید غلام مصطفیٰ (ہیڈ ماسٹر ہائی سکول لاہور) (۸) محمد دین جان (بی۔ اے ایل ایل بی)

(۹) (ڈاکٹر) سید طفیل حسین (اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر)

(۱۰) عزیز بخش (بی۔ اے گورنمنٹ پنشنر)

(۱۱) ڈاکٹر غلام محمد (ایم۔ بی بی ایس)

ممبران احمدیہ اشاعت اسلام لاہور و غیرہم لاہوری جماعت

چالیس کروڑ مسلمان یہودی کی حیثیت میں

"The Ahmadyya Movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judaism."

(ترجمہ) سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھا۔ (ریویو جلد ۸ صفحہ ۱۶۳)

مسیح موعود کا انکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے

"جو مسیح موعود کا انکار کرتا ہے وہ گویا آنحضرت صلعم کا انکار کرتا ہے" (پیغام صلح ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء)

مندرجہ بالا اعتقادکے متعلق احمدی فریق لاہور کا متفقہ اعلان

"ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپکی (یعنی حضرت مرزا صاحب کی) متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں۔ اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔"

(پیغام صلح ۷ر دسمبر ۱۹۱۶ء)

صاحبان غور کریں!

(مرتبہ فخر ملتانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار الحکم ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء

اسی طرح اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ سے وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا۔ مگر پنجوقتہ نماز ادا کرتا ہے۔ اور اشراق تک بھی پڑھتا ہے۔ بلکہ کئی ایک اور اوراد بھی تجویز کئے ہوئے ہیں۔ تو وہ خدا تعالےٰ کی نظر میں ایک وفادار انسان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ ابتلاء کے وقت وفاداری نہیں دکھلائیگا جب انسان وفاداری اختیار کرے گا۔ تو سرور لازمی طور پر اس کو حاصل ہو جائیگا۔ جیسا کہ کھانا آتا ہے تو دستر خوان بھی ساتھ آجاتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ کاملوں میں بھی بعض قبض کے وقت آجاتے ہیں کیونکہ قبض کے وقت انسان کو سرور کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور اس کو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا:۔ انسان دوسرے شخص کے دل کی ماہیت معلوم نہیں کرسکتا۔ اور اس کے قلب کے مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہونچ سکتی۔ اس لئے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے۔ بلکہ صبر سے انتظار کرے۔ ایک شخص کا ذکر ہے۔ کہ اس نے خدا تعالےٰ سے عہد کیا۔ کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھونگا۔ اور کسی کو اپنے سے کمتر خیال نہیں کرونگا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دن اس نے ایک دریا کے پل کے پاس جہاں سے بہت سے آدمی گذر رہے تھے ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور اس کے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک بوتل اس شخص کے ہاتھ میں تھی۔ آپ پیتا تھا۔ اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا اس نے اس پر بدظنی کی۔ اور خیال کیا۔ کہ میں اس بےحیا سے تو ضرور بہتر ہوں۔ اتنے میں ایک کشتی آئی۔ معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا۔ دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا۔ اور اس بدظن سے کہا۔ کہ تو مجھ پر بدظنی کرتا تھا۔ سب کو میں نکال لایا ہوں۔ ایک کو تو نکال لا۔ خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا۔ اور تیرے دل کے ارادے سے مجھے اطلاع دی یہ عورت میری والدہ ہے۔ اور بوتل میں شراب نہیں۔ دریا کا پانی ہے۔ غرض انسان دوسرے کی نسبت جلد رائے نہ لگائے۔

اکثر لوگوں کے خطوط آتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے ہم سے یہ سوال کیا۔ اور ہم اس کا جواب نہ دے سکے ایسی حالت میں انسان کچھ مذبذب اور کمزور ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو۔ آئے دن وساوس میں پڑنا ناقص معرفت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ معرفت تو ایسی شے ہے کہ انسان فرشتوں سے مصافحہ کرلیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ معرفت جیسی کوئی طاقت نہیں ہے۔ پرندے کہاں تک اڑ کر جاتے ہیں لیکن معرفت والا انسان ان سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ اور بہت دور پہونچ جاتا ہے پس اصل مدعا یہی ہے۔ کہ ہیں وہ یقین حاصل کرنا چاہئے۔ جو اطمینان کے درجہ پر پہونچا دیتا ہے۔ بدوں اس کے انسان بالکل ادھورا اور ناقص ہے۔ اور اس کی ترقی کے دروازے بند ہیں۔

ہماری جماعت کے لئے یہ امر ضروری پڑا ہوا ہے کہ وہ اپنے وقتوں میں کچھ وقت نکال کر آئیں۔ اور یہاں صحبت میں رہ کر اس غفلت کی تلافی کریں۔ جو غیبوبت کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے۔ اور ان شبہات کو دور کریں جو اس غفلت کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کا حق ہے۔ کہ وُہ ان کو پیش کریں۔ اور ان کا جواب ہم سے سُنیں۔

بھلا اگر کمزور بچہ جو ابھی دودھ پیتے اور ماں کی کناروعاطفت کا محتاج ہے۔ اس سے الگ کر دیا جائے۔ تو تم امید کرسکتے ہو۔ کہ وہ بچ رہے گا۔ کبھی نہیں۔ اسی طرح بلوغ سے پیشتر کے کمال اور معرفت کا حال ہے۔ انسان کمزور بچہ کی طرح ہوتا ہے۔ مامور من اللہ کی صحبت ان کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اگر وہ اس سے الگ ہو جائے۔ تو اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ بہت ہی ضروری امر ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کسی کو توفیق دے۔ اور وُہ اسکو سمجھ لے۔ کہ بار بار آنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ اس سے یہی نہ ہوگا۔ کہ وہ اپنے نفس کے لئے فائدہ پہونچائیگا۔ بلکہ بہتوں کو فائدہ پہونچا سکے گا۔ کیونکہ جب تک خود ایک معرفت اور بصیرت پیدا نہ ہو۔ وہ دوسروں کو کیا راہ بتائے گا۔ یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ بعض شریر الطبع لوگ ایسے آدمیوں کو جنکو بار بار آنے کی عادت نہیں۔ کوئی سوال کرتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے جوابات سیکھے ہوئے نہیں ہوتے۔ ساکت ہو کر نہ صرف خود خفت اٹھاتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی جو دیکھنے سننے والے ہوتے ہیں۔ ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس خفت اور سکوت سے ایمان پر ایک زد پڑتی ہے۔ اور اس میں کمزوری شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جب انسان مغلوب ہو جاتا ہے۔ تو وُہ غالب کے اثر سے بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اس کے دل کو وہ اثر سیاہ کر دیتا ہے۔ اور پھر قاعدہ کے موافق وہ تاریکی بڑھنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسی میں اس کو موت آجائے۔ تو وُہ جہنم میں داخل ہوا ان ساری باتوں پر غور کرکے ایک دانشمند اس نتیجہ پر ضرور پہونچیگا۔ کہ اس بات کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ کہ ان زہروں کے دور کرنے کے واسطے جو رُوح کو تباہ کرتی ہیں۔ کسی تریاقی صحبت کی ضرورت ہے۔ جہاں رہ کر انسان مہلکات کا علم بھی حاصل کرتا ہے۔ اور نجات دینے والی چیزوں کی معرفت بھی کرلیتا ہے۔ اسی واسطے ایک عرصہ سے میرے دل میں یہ بات ہے۔ اور میں سوچتا رہتا ہوں۔ کہ اپنی جماعت کا امتحان سوالات کے ذریعہ سے لوں۔ چنانچہ میں نے اس تجویز کا کئی بار ذکر بھی کیا ہے۔ اگرچہ ابھی مجھے موقعہ نہیں ملا۔ لیکن یہ بات میرے دل میں ہمیشہ رہتی ہے۔ کہ ایک بار سوالات کے ذریعہ آزما کر دیکھوں۔ کہ جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں اس کے متعلق ان کو کہاں تک علم ہے۔ اور انہوں نے ہمارے مقاصد اور اغراض کو کہاں تک سمجھا ہے۔ اور جو اعتراض اندرونی یا بیرونی طور پر کئے جاتے ہیں۔ ان کی مدافعت کہاں تک کرسکتے ہیں۔ اگر ہم آدمی بھی ایسے نکل آویں۔ جن کے نفس منور ہو جائیں۔ اور پوری بصیرت اور معرفت کی روشنی انہیں مل جائے تو وُہ بہت فائدہ پہونچا سکیں گے۔

میں سولہ۔ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں۔ اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا رہا ہوں۔ میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے۔ جو عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہونچی ہوئی ہے لیکن جب میں ان لوگوں کے اعتراضوں کو پڑھتا ہوں۔ جو میری ذات کی نسبت کرتے ہیں۔ تو میں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں۔ کہ ابھی ان اعتراضوں میں پور الکمال نہیں ہوا۔ کیونکہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جب اس قدر اعتراض کئے گئے ہیں تو ہم مخالفوں کا منہ کیونکر بند کرسکتے ہیں۔ پھر میں یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ میری نسبت جس قدر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسا اعتراض نہیں ہے۔ جو اولوالعزم انبیاء علیہم السّلام پر نہ کیا گیا ہو۔ اگر کسی کو اس میں شک ہو۔ تو وہ میری ذات پر کوئی اعتراض کرکے دکھائے۔ جو کسی پہلے نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ مگر ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ جس قسم کا اعتراض مجھ پر کیا جائے گا۔ یا جواب تک ہوئے ہیں۔ اسی قسم کے اعتراض ان پر ہوئے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے۔ اس لئے اس سلسلہ کی سچائی کے لئے وہی معیار ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے لئے ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ گواہ ہے۔ اور اس سے بڑھکر ہم کس کو شہادت میں پیش کرسکتے ہیں۔ کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے۔ سولہ۔ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا رہا ہوں۔ مگر ایک طرفۃ العین کے لئے بھی ان اعتراضوں نے میرے دل کو مذبذب یا متاثر نہیں کیا۔ اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں جوں جوں ان کے اعتراضوں کو پڑھتا جاتا تھا۔ اسی قدر ان اعتراضوں کی ذلت میرے دل میں سماتی جاتی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت سے دل عطر کے شیشہ کی طرح نظر آتا۔ میں نے یہ بھی غور کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جس پاک فعل پر یا قرآن شریف

کی جس آیت پر مخالفوں نے اعتراض کیا ہے۔ وہاں ہی حقائق اور حکمت کا ایک خزانہ نظر آیا ہے۔ جو کہ ان بد باطن اور خبیث طینت مخالفوں کو عیب نظر آیا ہے۔ سنو! انسان کامل مومن اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک کفار کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کرلے۔ اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اس شخص کی صحبت میں نہ رہے۔ جو گم شدہ متاع کو واپس دلانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک کہ وُہ اس متاع کو نہ لیلے۔ اور اس قابل نہ ہو جائے۔ کہ مخالف باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو۔ اس وقت تک اس پر حرام ہے کہ اس سے الگ ہو۔ کیونکہ وہ اس بچہ کی مانند ہے۔ جو ابھی ماں کی گود میں ہے۔ اور صرف دودھ ہی پر اس کی پرورش کا انحصار ہے۔ پس اگر وُہ بچہ اپنی ماں سے الگ ہو جاوے۔ تو فی الفور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح اگر وہ صحبت سے علیحدہ ہوتا ہے۔ تو خطرناک حالت میں جا پڑتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ دوسروں کو درست کرنے کے لئے کوشش کرسکتا ہو۔ خود الٹا متاثر ہو جاتا ہے۔ اور اوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس یہی ہے۔ کہ لوگ بار بار یہاں آئیں۔ اور دیر تک صحبت میں رہیں۔ انسان کامل ہونے کی حالت میں اگر ملاقات کم کر دے۔ اور تجربہ سے دیکھ لے۔ کہ قوی ہو گیا ہوں۔ تو اس وقت اسے جائز ہو سکتا ہے۔ کہ ملاقات کم کر دے کیونکہ بعید ہو کر بھی قریب ہی ہوتا ہے۔ لیکن جب تک کمزوری ہے۔ وہ خطرناک حالت میں ہے۔

دیکھو اس قدر لوگ جو عیسائی ہو گئے۔ جن کی تعداد ۲۰ لاکھ تک پہونچی ہے۔ میں نے ایک بشپ کے لیکچر کا خلاصہ پڑھا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ ہم ۲۰ لاکھ عیسائی کر چکے ہیں۔ تو یہ لوگ اسی قسم کے تھے۔ جو دوسروں کے اعتراضات سے متاثر ہو گئے۔ اور ایمان کمزور ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اپنے مذہب کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے۔ اور عیسائیت کو قبول کر لیا۔ سراج الدین عیسائی بھی ایسے ہی آدمیوں میں سے تھا۔ یہ لوگ کسی صادق کی صحبت میں کامل زمانہ نہیں گذارتے۔ اور طرح طرح کی خواہشوں کے اسیر اور پابند ہو کر اپنے مذہب اور ایمان جیسی قیمتی چیز کے بدلے خرید لیتے ہیں

غرض میرے دشمنوں اور مخالفوں کی تعداد ابھی ایسی خطرناک پیدا نہیں ہوئی۔ جس قدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن اسلام میں سے نکل کر پیدا ہو گئے ہیں۔ صفدر علی اور عماد الدین وغیرہ نے کونسی کسر باقی رکھی ہے۔ اور میں تو سچ کہتا ہوں اللہ تعالےٰ گواہ ہے۔ کہ مجھے اپنی دشمنی اور اپنی توہین یا عزت اور تعظیم کا تو کچھ بھی خیال نہیں ہے۔ میرے لئے جو امر سخت ناگوار ہے۔ اور ملال خاطر کا موجب ہمیشہ رہا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے کامل اور پاک انسان کی توہین کی جاتی ہے۔ اس صادقوں کے سردار سراسر صدق کو کاذب کہا جاتا ہے۔ یہ امر ہے۔ جو میرے لئے ہمیشہ غم کا باعث رہا ہے۔ اس لئے میں اسی فکر میں رہتا ہوں۔ کہ اس مردہ پرست قوم کے دجل اور مکر کو کھول کر ایسا دکھا دیا جائے۔ کہ سب کھلا کھلا دیکھ لیں۔

کل مجھے خیال آیا۔ کہ مسیح موعود کے کام میں یکسر الصلیب تو آیا ہے۔ پر یقتل الخنزیر کیوں آیا ہے۔ تو یہی سمجھ میں آیا۔ کہ یہ تفنن عبارت کے طور پر آیا ہے۔ وہ لوگ جو مرتد ہوئے۔ ان کے مادے چونکہ خراب تھے۔ اس لئے ایسے بد اتفاق بھی ان کو پیش آتے گئے۔ یہاں تک کہ آخر مرتد ہو گئے۔ اور صرف اپنے نفس کے غلام ہو کر زندگی بسر کرنے لگے۔

وہ آدمی جو کسی تریاقی صحبت میں رہے۔ اور اس طرح رہے۔ جو رہنے کا حق ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السّلام کی یا آسمانی کتابوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے بہت صاف امر ہے۔ دیکھو آنکھ میں بھی ایک روشنی اور نور ہے۔ لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر دیکھ نہیں سکتی۔ آنکھ خدا نے دی ہے ساتھ ہی دوسری روشنی بھی پیدا کر دی ہے۔ کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے۔ اسی طرح اپنی عقل جب آسمانی نور اور بصیرت اس کے ساتھ نہ ہو۔ کچھ کام نہیں دے سکتی۔ نادان ہے وُہ شخص جو کہتا ہے۔ کہ ہم مجرد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو یہ طریق مقرر کیا ہے۔ اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو بہت سے اسرار اور امور ہیں۔ جو مجھ پر کھولے گئے ہیں اگر میں ان کو بیان کروں۔ تو خاص آدمیوں کے سوا جو صحبت میں رہتے ہیں۔ باقی حیران رہ جائیں۔ پس ان لوگوں کو دیکھکر حیرت اور رونا آتا ہے۔ جو کسی صادق کی پاک صحبت میں نہیں رہے۔ ان لوگوں کو جو ذاتیات پر اعتراضات کرتے ہیں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ وُہ کوئی ایک اعتراض تو دکھائیں۔ جو پہلے کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر جو اعتراض آریوں نے کئے ہیں۔ کیا وہ ان اعتراضوں سے جو مجھ پر ہوتے بڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ حضرت مسیح پر یہودیوں نے جس قدر اعتراض کئے ہیں۔ یا آریوں نے کئے ہیں وہ دیکھو کس قدر ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جس قدر الزام لگائے جاتے ہیں۔ ان کا شمار تو کرو۔ ہاں منہاج نبوت پر جو سلسلہ قائم ہوگا ضرور ہے۔ کہ اس پر ایسے الزام لگائے جاویں۔ مگر آخر خدا تعالےٰ اپنے مامور مقبول اور مطہر کی تطہیر کر دیتا ہے۔ اور دکھا دیتا ہے۔ کہ وہ ان الزاموں سے بالکل پاک ہے۔ معترض کی آنکھ اور دل نے دھوکا کھایا ہے۔

یہ لوگ جو اصل مقصد کو چھوڑ کر ذاتیات پر اعتراض کرنے لگے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ چونکہ خدا کا فرستادہ اپنے ساتھ دلائل اور براہین پر زور رکھتا ہے۔ اس کی ہر ایک بات پکی اور محکم ہوتی ہے۔ اور ایسے تائیدی نشان اس کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ دوسرے اس سے عاجز رہ جاتے ہیں۔ اس لئے مخالف جب کوئی راہ گریز نہیں پاتے۔ تو رکیک عذر کرنے لگتے ہیں۔ اور بیہودہ نکتہ چینیاں شروع کرتے ہیں۔ جن میں سے اکثر تو افترا ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے امور اور معاملات ہوتے ہیں۔ جو کہ ان کے قصور فہم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح جب ہمارے مخالفوں نے دیکھا۔ کہ جو بات ہے۔ وہ معقول ہے۔ اور دلائل اور براہین کے ساتھ مؤکد کی جاتی ہے۔ پھر قرآن شریف ہمارے ساتھ ہے۔ احادیث ہمارے ساتھ ہیں۔ عقل اور قانونِ قدرت ہماری تائید کرتے ہیں۔ اور ان سب سے بڑھکر ہزاروں آسمانی نشان ہماری تائید میں ظاہر ہوئے وہ نشانات بھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی بیان فرماتے تھے۔ پورے ہوئے۔ اور ان کے علاوہ اور صدہا نشانات ہمارے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ اب جبکہ یہ چاروں طرف سے گھر گئے۔ یعنی زمانہ شہادت دے اٹھا۔ کہ اس وقت مامور من اللہ کی ضرورت ہے۔ اور ضرورت وقت اور واقعات پیش آمدہ نے بتا دیا۔ کہ یہ زمانہ مسیح موعود ہی کا ہے۔ اور اس کی تائید بزرگانِ ملت کے کشوف رویاء اور الہامات سے بھی ہو گئی۔ اور قرآن شریف ہماری ہی تائید میں ثابت ہوا۔ اور دن بدن اس سلسلہ کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے۔ تب ان مخالفوں نے یہ چال بدلی۔ کہ اور تو کہیں ہاتھ پڑنے کی جگہ باقی نہیں ہے۔ ذاتیات پر ہی گفتگو شروع کر دی۔ اس خیال سے کہ انسان جلد تر اس طرز سے متاثر ہو جاتا ہے۔ مگر کیا ان احمقوں کو معلوم نہیں ہے۔ کہ عیسائی بھی ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں۔ آریوں کی ایک چھوٹی سی کتاب میں نے دیکھی ہے۔ جو حضرت موسےٰ علیہ السّلام کے متعلق انہوں نے لکھی ہے۔ انہوں نے اس میں بہت سے اعتراض کئے ہیں۔ کہ بہت سے بچے انہوں نے قتل کرا دیئے۔ مصریوں کا مال لے گئے۔ وعدہ خلافی کی۔ جھوٹ بولا۔ معاذ اللہ غرض بڑے سے بڑا گناہ نہیں۔ جو ان کے ذمہ نہ لگایا گیا ہو۔ گویا وُہ ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔

میں کہہ چکا ہوں۔ کہ جب یہ نبوت کے طریق پر کامیاب نہیں ہوتے۔ اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تو یہ ایسے ہی اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السّلام کے متعلق جو کتاب یہاں پڑھی گئی تھی۔ اس نے کیا کسر باقی رکھی ہے۔ اور ایسا ہی وہ اخبار جو آزاد خیال لوگوں کا یہاں آتا ہے۔ وہ کس قدر ہنسی اڑاتا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ صدق اور سچائی کے شعلے دم لینے نہیں دیتے۔ تو موٹی عقل والوں کو یہ لوگ یوں دھوکا دینے لگتے ہیں۔ اور اپنے خیال میں ایک حد تک یہ لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جس قدر عیسائی ہوتے اس کا یہی باعث ہے۔ جب تک انسان کو ان علوم پر اطلاع نہ ہو۔ جو تسلی اور اطمینان کا موجب ہوتے ہیں۔ اور انسان کو یقین کی حد تک پہونچاتے ہیں۔ ایسے خطرات اور توہمات کے پیش آنے کا اندیشہ ہی اندیشہ ہے۔

دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی تعلقات جیسے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے تعلقات۔ دوسرے روحانی اور دینی تعلقات۔ یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر کامل ہو جائیں۔ تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ اور یہ اپنے کمال کو تب پہونچتے ہیں۔ جب ایک عرصہ تک صحبت میں رہے۔

باقی

مبلغین احمدیت کے کارنامے

مولانا عبدالغفور صاحب مولوی فاضل کی آپ بیتی

مولانا مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل مبلغ احمدیت نے الحکم کے نمایندہ کی خواہش پر اپنی آپ بیتی ارسال فرمائی ہے جس کے لئے ہم اُن کے ممنون ہیں۔ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مبلغین کو کن کن تکالیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور تو اور ہندوستان کے مہذب ترین شہر جس کو بلدۂ لطافت لکھنؤ کہا جاتا ہے۔ وہاں کی خاک نے بھی صداقت کے مقابلہ پر جو گند اچھالا اور اپنی مذبوحی حرکات سے اپنے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگایا۔ وہ مولوی صاحب ممدوح کے بیان سے ظاہر ہوگا۔ (ایڈیٹر)

۱۹۲۵ء کا ذکر ہے مجھے علاقہ یوپی میں بغرض تبلیغ بھیجا گیا۔ میں نے نظارت کے حکم کے ماتحت کچھ عرصہ تک تو **بریلی** میں قیام کیا اور فرض تبلیغ ادا کیا۔ پھر نظارت متعلقہ سے حکم ہوا۔ کہ مولوی غلام احمد صاحب کو بھیجا جا رہا ہے۔ آپ دونوں ملکر تمام علاقہ یو۔پی اور بنگال اور بہار کے بڑے شہروں کا تبلیغی دورہ کریں۔ چنانچہ پروگرام شائع کیا گیا۔ اور اس میں واضح کیا گیا کہ فلاں فلاں شہر میں فلاں فلاں تاریخ کو جلسہ ہوگا۔ اگر تو ہمارے شائع کردہ پروگرام پر ہی انحصار رکھا جاتا تو ہمارے جلسے چنداں کامیاب نہ ہوتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مخالفین سے کام لیا اور وہ اسطرح کہ جس شہر میں ہمنے چار دن بعد پہنچنا ہوتا تھا۔ وہاں کے علماء خوب اشتہار شائع کرتے اور منادی کرتے کہ فلاں فلاں تاریخ فلاں جگہ جلسہ ہوگا کوئی اس میں شامل نہ ہو۔ اور اس طرح عام اعلان ہو جاتا۔ اور بفضل اللہ کافی لوگ جلسوں میں شامل ہوتے۔

جب ہم لکھنؤ پہنچے۔ جو تہذیب اور عمدہ اخلاق کا پیکر شہر سمجھا جاتا ہے تو وہاں بھی اسی طرح ہمارے خلاف منافرت پھیلائی گئی۔ آخر رات کو جلسہ ہوا۔ حضرت مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے ایک عمدہ تقریر کی۔ جس کے بعد سوال و جواب بھی ہوئے۔ اور جلسہ بعد دعا برخاست کیا گیا اور ساتھ ہی دوسرے دن تقریر کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ ہم وقت مقررہ پر جلسہ گاہ میں پہنچے۔ تو سامعین ایک کافی تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ اسدن خاکسار کی تقریر "احمدیت کیا ہے؟" کے موضوع پر تھی۔ ۱½ گھنٹہ تقریر کا وقت مقرر تھا۔ ایک معزز شیعہ دوست پریذیڈنٹ مقرر کئے گئے۔ ان کی زیر صدارت خاکسار نے تقریر شروع کی

ان دنوں یو۔پی میں رہنے کی وجہ سے زبان تو شستہ ہو ہی چکی تھی اور کچھ اللہ تعالیٰ نے بھی خاص فضل نازل فرمایا اور چونکہ حوالجات بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے پڑھے جاتے تھے اسلیئے تمام کے تمام حاضرین نہایت سکوت اور اطمینان سے بیٹھے تقریر کو سنتے رہے۔ میں اپنی تقریر میں یہ ثابت کر رہا تھا کہ احمدیت ہی درحقیقت اسلام ہے اور یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس رنگ سے توحید الٰہی کو پیش فرمایا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس شان کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ جب میں نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵ سے یہ حوالہ پڑھا کہ "میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی ہزار ہزار درود اور سلام اسپر ہوں یہ کس شان کا آدمی ہے الخ"

تو ایک نوجوان لڑکا کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ پریذیڈنٹ صاحب ایک گھنٹہ گذر چکا ہے۔ اب سوالات کا موقع دیجیئے۔

صدر صاحب نے کہا کہ آج تقریر کیلئے ۱½ گھنٹہ مقرر ہے آپ تشریف رکھیں۔

نوجوان۔ نہیں ایک ہی گھنٹہ تقریر ہونی چاہیئے

صدر صاحب:۔ چونکہ تقریر شروع ہونے سے پہلے بھی فیصلہ ہوا تھا اور یہی اعلان کیا گیا تھا کہ آج ۱½ گھنٹہ تقریر ہوگی۔ اسلیئے آپ خاموش ہو کر آدھ گھنٹہ اور تقریر کو سنیں

نوجوان:۔ تو کیا آپ ہم کو احمدی بنانا چاہتے ہیں۔

صدر صاحب۔ میں تو خود شیعہ ہوں میں کسطرح آپکو احمدی بنانا چاہتا ہوں۔

نوجوان:۔ آپ کہہ جو رہے ہیں کہ ابھی نصف گھنٹہ اور تقریر ہوگی۔

صدر صاحب۔ ہاں آج تقریر کے لئے ۱½ گھنٹہ ہی مقرر ہے۔

نوجوان۔ تو پھر معلوم ہوا کہ مجبوراً آپ ہم کو احمدی بنانا چاہتے ہیں۔

صدر صاحب۔ بھئی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ کو کس طرح مجبوراً احمدی بنانا چاہتا ہوں جبکہ آپ کی تقریر کا وقت ڈیڑھ گھنٹہ مقرر ہے اسلیئے میں کہتا ہوں کہ آپ خاموش ہو کر تقریر کو سنیں۔

نوجوان۔ خدا کی قسم اگر آدھ گھنٹہ اسکو تقریر کے لئے اور دیا گیا۔ تو ہم میں سے کون ہے جو غیر احمدی رہیگا؟ اس کی تقریر کو آپ نہیں سن رہے؟ کس طرح دلوں میں گھر کر رہی ہے۔ اگر یہی احمدیت ہے جس کو یہ پیش کر رہا ہے۔ تو ہم اسپر کس طرح معترض ہو سکتے ہیں۔

ارد گرد سے شور اٹھا بالکل ٹھیک ہے۔ تقریر کو بند کیا جائے۔ اب ہم زیادہ نہیں سن سکتے۔

اسپر صدر صاحب پریشان سے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اب چونکہ شور شروع ہو گیا ہے۔ اسلیئے بہتر ہوگا کہ آپ لیکچر کو ختم کر دیں۔ اور ان کو سوالات کا موقع دیدیں

ہمنے صدر صاحب کی بات قبول کرلی اور سوالات کے لئے موقع دے دیا۔ اسپر ایک مولوی صاحب کھڑے ہو گئے اور پہلے دن کی تقریر پر (جو حضرت مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے فرمائی تھی) جب وہ سوالات کر چکے تو ہماری جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ چونکہ سوالات کرنیوالی حیثیت سے واقف ہوں اس لئے میں اپنے مولوی صاحب کی ہتک سمجھتا ہوں کہ اس کے مقابل پر کھڑے ہو کر گفتگو کریں۔ میں خود جواب دوں گا۔ چنانچہ ہمارے پریذیڈنٹ صاحب نے ان کے سوالات کے خوب جواب دیئے۔ اس کے بعد دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی چند ایک سوالات کیئے۔ پھر ہمارے پریذیڈنٹ صاحب کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں ان کی حیثیت سے بھی واقف ہوں اسلیئے اس کے جوابات کے لئے بھی اپنے مولوی صاحب کو پیش نہیں کر سکتا۔ آخر اس کے جوابات بھی ہوئے۔ ابھی جوابات ختم نہ ہونے پائے تھے کہ مجمع میں سے بعض شریروں نے شور ڈالنا شروع کیا۔ جسپر مجمع سارا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور خوب گالیاں اور بکواس شروع کر دی۔ اکثر شریر میرے گرد جمع ہو گئے۔ کوئی گیس بجھانے میں مصروف کوئی ہمکو رنگا رنگ طریقوں سے تنگ کرنے میں مشغول۔ بعض ہاتھوں سے۔ بعض زبانوں سے۔ بعض کہتے:۔

"مولوی صاحب! آپکی تقریر کا ہمپر اچھا اثر ہوا لایئے آپ کی کتب کا مطالعہ کریں"

کوئی کہتا:۔

"جب آپ تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اور مفت اشاعت کرتے ہیں۔ تو پھر یہ کتب ہم کو کیوں نہیں دے جاتے"

اسدن چونکہ احمدیت کے متعلق مضمون تھا۔ اس لئے ہم اکثر کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لیگئے اور بعض اور بھی کتب تھیں جن کا بوجھ قریباً ½ من ہوگا۔ ہماری قیام گاہ وہاں سے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ جب میں نے اپنے ارد گرد دیکھا تو بجز لفنگوں کے اور کوئی نہیں۔ میں نے یقین کیا کہ یہ لوگ کتب ضرور لے جائینگے۔ مجھے ایک دو سرحدی دوست نظر آگئے جو لکھنؤ کے نہ تھے۔ بلکہ باہر سے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے میں نے ان کو کہا کہ چادر کے دونوں کنارے پکڑ لو۔ یہ وہ چادر تھی جو میز پر بچھا کر اوپر کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ انھوں نے ایک طرف سے چادر کے دونوں کنارے پکڑ کر اکٹھے کر لیئے۔ اور پھر اسی طرح دو ویلا نے بصد مشکل کتابیں اٹھا کر سڑک پر پہنچنے کی کوشش کی غالباً اسوقت مکرم ارشد صاحب بھی وہیں تھے۔ جونہی ہم نے کتابوں کو اٹھایا۔ تمام لوگ ہمارے گرد جمع ہو گئے اور کتابوں کی چادر کو پکڑ پکڑ کر کھینچے اور منہ سے طرح طرح کی بکواس کرتے تھے کوئی انٹیں مارتا۔ کوئی کوٹ پکڑ کر کھینچتا کوئی قمیص کھینچتا۔ غرض ہر قسم کی توہین سے نکل بصد مشکل سڑک پر پہنچے۔ جو ہم سے صرف پندرہ بیس منٹ کے فاصلہ پر تھی۔ وہاں ایک تانگہ کھڑا تھا ہم نے اسپر اسیطرح کھلی چادر میں کتابیں رکھدیں اور اسپر سوار ہو گئے اس نے پوچھا کہ کدھر چلنا ہے۔ ہم نے کہا کہ سیدھے چلے چلو (درحقیقت ہمیں راستہ معلوم نہ تھا) چونکہ جونہی تانگہ چلنے لگا تو ان تمام مہذب لوگوں کا گروہ ہمارے پیچھے ہو لیا۔ ان کے آگے ان کے مولوی اور پیچھے اشرار اچھلتے کودتے گالیاں بکتے۔ سڑک کے ارد گرد سے۔ مٹی۔ روڑے۔ کنکریاں۔ کیچڑ وغیرہ جو کچھ ہاتھ میں آتا ہمپر پھینکتے اور گھوڑے کی ٹانگوں کے ساتھ چمٹ جاتے جس کی وجہ سے گھوڑا نہ چل سکتا۔ آخر ایک شریر نے اچھل کر میری پگڑی پر ہاتھ مارا اور اتار کر لے بھاگا۔ ایک غیر احمدی دوست جو ریل میں ہمارے ساتھ ہم سفر رہے تھے اور ہم نے ان کو تبلیغ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی کوشش کا اجر دے۔ وہ دونوں بازو پھیلا کر تانگے کے سامنے آجاتے تا کہ کوئی ہم تک نہ پہنچ سکے۔ مگر وہ ایک بچارا کیا کر سکتا تھا۔ آخر میری پگڑی کے پیچھے وہ بھاگے۔ اور نہ معلوم کس تکلیف اور مصیبت سے وہ پگڑی کو واپس لائے غالباً ہم تانگہ پر ۲۰۔۳۰ ہی قدم گئے ہوں گے تو تانگہ والا کہنے لگا کہ "مولوی صاحب ذرا اتریئے تو۔ گھوڑے کی زین ٹوٹ گئی ہے"

ہم نیچے اتر گئے تو کہنے لگا کہ کتابیں بھی اتار لیجئے ورنہ گر جائینگی۔ ہمنے اسیطرح چادر کے کناروں کو پکڑ کر اتار لیا۔ جوں ہی ہم نے کتابیں اتاریں اس نے گھوڑے کے چابک رسید کیا اور یہ کہتا ہوا فرو ہو گیا "میں نے اپنا گھوڑا تھوڑے ہی مروا لینا ہے ۱۰۔۱۵ آدمی ساتھ

تنگ جاتے ہیں۔ میرا گھوڑا کسطرح اتنے بوجھ کو کھینچ سکتا ہے آپ جانیں اور آپ کا کام"

قہر درویش بر جان درویش۔ ہم نے اسیطرح کتابوں کی چادر کو پکڑا اور جدھر منہ اُٹھا چلتے گئے۔ تانگہ کی ردک تو ابھی ہی گئی تھی کھڑ کیا تھا۔ چاروں طرف سے لوگوں نے ہاتھوں اور زبانوں سے وار کئے۔ مگر ہم تھے کہ قائم قدم پر الحمد للہ الحمد للہ کہتے کہ شکر ہے کہ ہم اس حالت میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں اور دوسری طرف ان کی حالت پر انسوس بھی تھا کہ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے حامل ہیں؟ آخر اسی نرغے میں ہم قریباً میل ڈیڑھ میل

چلے گئے۔ اور لوگ بھی آہستہ آہستہ کم ہوتے گئے حتیٰ کہ سب واپس ہو گئے۔

کتابوں کے بوجھ کی وجہ سے ہم چور چور ہو گئے تھے۔ ایک چورستے پر بیٹھ کر ذرا دم لیا۔ اتنے میں ایک تانگہ والا نظر پڑا۔ اس کو آواز دی۔ اور کہا کہ فلاں جگہ پہنچا دو۔ خدا بھلا کرے تانگہ والے کا وہ مان گیا اور ہم نے چادر بمعہ کتابیں اوپر رکھیں اور خود بھی سوار ہو گئے اور قریباً بارہ ایک بجے رات منزل مقصود پہنچے اور اسی حالت میں اپنے دوستوں کے ساتھ چائے میں شریک ہوئے۔

میں کس طرح احمدی ہوئی

مسز دارا بیگم صاحبہ اہلیہ بابو عبدالکریم خانصاحب یوسف زئی پونچھ کے حالات

میں ایک غریب گھرانے کی لڑکی ہوں۔ اور اسوقت سوائے ایک سوتیلی بہن کے بالکل یتیم ہوں۔ میرا خاوند بابو عبدالکریم خان صاحب یوسف زئی احمدی ولد منشی نواب علی خان صاحب پنشنر سارجنٹ پولیس حال سکرٹری انجمن احمدیہ پونچھ (کشمیر) آجکل گمپس علاقہ گلگت (کشمیر) میں بطور سب ماسٹر تعینات ہیں۔ یہاں پر خدا کے فضل سے دو سال کی ڈیوٹی ادا کرنی ہے ناظرین الحکم ہمیں روزمرہ کی دعاؤں میں یاد کیا کریں۔ کیونکہ یہ جگہ پونچھ سے قریباً ۵۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ذرائع آمدورفت نہایت کٹھن ہیں۔ اسلئے ہم خاص دعاؤں کے محتاج ہیں۔

ہمارے خاندان میں میاں خوشی محمد خان صاحب احمدی سکنہ کالا گجراں (جہلم) سب سے پہلے مخلص احمدی ہیں۔ میرے خسر منشی نواب علی خان صاحب پنشنر آف پونچھ اور بھائی صاحب منشی احمد الدین خان صاحب سوپ ایجنٹ حال قادیان بھی مخلص احمدی ہیں۔ میرے خاوند بابو عبدالکریم خان صاحب پچھلے سال ۸ر جون ۱۹۲۴ء کو بمقام پونچھ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاتھ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کی تھی۔

میں شروع سے ہی سلسلہ ہذا کی مخالف نہ تھی۔ ہمارے گھر میں ہمیشہ احمدیت کا چرچا رہتا تھا۔ اور تذکروں میں بھی متاثر ہوتی رہتی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی تو میں شروع ہی سے قائل تھی۔ اور حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت بھی میرے خوب ذہن نشین تھا۔ صرف دعویٰ نبوت کے متعلق میری سمجھ کام نہ کر سکتی تھی۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیسا؟ بس اسی ایک شک نے مجھے آجتک احمدیت کی اعلانیہ شمولیت سے روکے رکھا۔ میرے قابل تعظیم خسر اور خاوند کی منطقی تشریحات پر بھی میرا شک پورے طریق پر رفع نہ ہوا۔ حالانکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں صریحاً اعلیٰ اور بلند مرتبہ پایا جاتا ہے۔ جبکہ آپ کی کامل متابعت میں خداوند کریم ایک اُمتی کو مقام نبوت بخش سکتا ہے۔ اس معمولی بے سمجھی کی وجہ سے میرے خیالات آجتک منتشر رہے۔ ایک دن اپنے خاوند کی تحریک پر میں دعا کر کے سو گئی۔ رات کو یہ خواب دیکھا:۔

"میں مکہ شریف کی مسجد کے باہر کھڑی ہوں۔ مسجد میں بہت سے آدمی جمع ہیں۔ اور میں کسی خاص آدمی کا باہر انتظار کر رہی تھی پاس سے ایک گذرنے والے نے سوال کیا کہ یہاں بغیر مطلب تم کیوں کھڑی ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میں ایک آدمی کا انتظار کر رہی ہوں۔ اس آدمی نے کہا کہ یہ مکہ شریف کی مسجد ہے۔ دیکھو کیا خوبصورت دیواریں ہیں۔ اس کی کھڑکیاں کیا دلکش نظارہ رکھتی ہیں۔ اسکے بعد میں نے بہت ہی انتظار کیا۔ لیکن وہ شخص باہر نہیں آیا"

اس کے بعد میں بیدار ہو گئی۔ اس خواب سے مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لوگ انتظار ہی کرتے رہینگے لیکن جب وہ اپنی طبعی موت سے وفات پا چکے ہیں تو ان کا انتظار کرتے رہنا فضول ہے۔ دوسرے مجھے اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ میں صرف بے معنی انتظار میں ہوں۔ مجھے فوراً مسجد کے اندر یعنی جماعت احمدیہ میں داخل ہو جانا چاہیئے اسلئے میں آج خدا کے حکم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتی ہوں۔ فارم بیعت میرے خاوند نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور آج ہی روانہ کر دیا ہے۔ ناظرین الحکم میری استقامت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ میں اپنی دوسری غیر احمدی بہنوں سے مستدعی ہوں کہ خدارا جلد سوچ بچار کریں اور جسقدر جلد ہو سکے حق کو قبول کرنے میں سرعت سے کام لیں۔ آنیوالا قادیان شریف میں آچکا ہے۔ وفات شدہ کبھی واپس نہیں آیا کرتا۔ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔ والسلام

(سردار بیگم اہلیہ بابو عبدالکریم خان صاحب یوسف زئی احمدی آف پونچھ کشمیر حال گمپس (گلگت))

نقد و تبصرہ

خطبات محمود

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کو شیخ محمد شفیع صاحب مالک نور ایجنسی کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر نے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے حضور کے خطبات میں جو نور ہے وہ کسی احمدی دوست سے پوشیدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضور کے ہاتھ میں اس جماعت کی باگ ڈور اسوقت دی جبکہ جماعت کو ایک خطرناک دھکا لگا تھا۔ حضور نے اس کمزور جماعت کو نہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھڑا کیا بلکہ اسے ایک مستحکم چٹان کی طرح بنا دیا۔ جماعت کی اصلاح اور ترقی کے لئے حضور نے جو خطبے فرمائے۔ وہ اسوقت تک صرف اخبارات کے فائلوں تک محدود تھے الحمد للہ کہ اب شیخ صاحب نے ان کو جمع کر دینے کا عزم کر لیا ہے۔ جس کا پہلا حصہ چھپ چکا ہے۔ قیمت صرف دس آنے ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ کثرت سے خرید کر شیخ صاحب کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ یہ سلسلہ جاری رہ سکے۔

خطبات محمود شیخ صاحب سے امرتسر سے مندرجہ بالا پتہ پر اور قادیان کے ہر کتب فروش سے مل سکتا ہے۔

دُرِّ شاہوار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظموں کے شائع کرنے کا سلسلہ مولوی ابوالفضل صاحب شروع کر رکھا ہے یہ سلسلہ عمدہ اور مفید ہے۔ کتابی صورت میں عہ سیکڑہ اور اشتہاری صورت میں ۸ر فی سیکڑہ۔

تبلیغ کے لئے یہ نظمیں بہت مفید ہیں احباب خرید کر مولوی صاحب کا ہاتھ بٹائیں

ملنے کا پتہ:۔ حافظ سلیم احمد صاحب سلیم اٹاوی قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات اپنے دوستوں کے نام

اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے ہیں۔ پہلے نمبر میں حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں اور دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات ہیں۔ تیسرے نمبر میں حضرت چوہدری رستم علی خان صاحب کے نام مکتوبات ہیں۔ چوتھے نمبر میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں

اس سلسلہ کے ہر نمبر کی قیمت ایک روپیہ ہے لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جائیگی تو قیمت نصف کر دی جائیگی۔

تھوڑی جلدیں طبع ہوئی ہیں احباب جلد منگوالیں

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان

مناظرہ نیروبی کی مختصر روئیداد

سب ہو گئے ہیں ملزم حق ترسے ہیں گالیوں پر
ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگ جفا یہی ہے
(المسیح الموعود)

پہلا مناظرہ

بروز پنجشنبہ بعد دوپہر پہلا مناظرہ حیات و ممات مسیح ناصری پر ہوا۔ جناب شیخ حیات مسیح کے مدعی بن کر سٹیج پر نمودار ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر پہنچانے کے غلط دعوے کی تائید میں چند ایسی آیات پیش کر دیں جن کا اس مسئلہ سے دور کا تعلق بھی نہیں تھا۔ مثلاً آیت اھدنا الصراط المستقیم یا آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وغیرہ پیش کیں۔ اسی طرح چند احادیث سے استدلال کی ناکام کوشش کی۔ لیکن باوجودیکہ احمدی مناظر شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل نے ۱۵ آیات قرآنی۔ ۱۵ احادیث نبوی اور ۲۵ اعتراضات جو حیات مسیح پر عقلی اور نقلی طور پر پڑتے ہیں پیش کئے۔ اور بڑی تحدی سے للکارا کہ آج اپنی ترکش میں جتنے تیر ہیں سب چلا لو۔ تمام جتن اور ساری کوشش کر کے کوئی ایک قرآنی نص صریح پیش کر دو اور اپنے ارد گرد بیٹھے ہوئے مولویوں سے استفادہ کر لو مگر جناب اختر ایسے دلدل میں پھنسے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن بار بار یہی کہتے رہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں حیات مسیح کو تسلیم کیا ہے۔ گویا قرآن شریف سے مایوس اور احادیث سے عاجز آ کر براہین احمدیہ کی آڑ میں سنبھلنا چاہا بھلا وہ بیمار جو موت کے پنجہ میں گرفتار ہو کیونکر سنبھل سکتا ہے۔ شیخ مبارک احمد صاحب نے آخری سہارا بھی توڑ دیا اور پنڈت دولت رام صاحب ٹائم کیپر کی تحویل میں بیس شلنگ دے کر فرمایا اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب سے یہ لکھا ہوا دکھا دو کہ حیات مسیح کا عقیدہ الہامی عقیدہ ہے تو یہ شلنگ تمہارے ہوئے۔ جناب اختر نے اس تحدی کا جواب لا یعنی یہ دیا کہ میں جب یہ ثابت کروں تو احمدی مناظر کو اس پر بولنے کی اجازت نہ ہوگی
دوستو! ذرا غور کرو اس میں کیا راز تھا۔ ؎
بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے
ہم حیران ہیں کہ نام نہاد انجمن حمایت اسلام نے کیسی حیا سے اپنے اشتہار میں لکھ دیا کہ "مرزائی مبلغ کو ہمت نہ پڑی اور ہر سکوت ایسی لگی کہ آخر کار منصف صاحبان کو کہنا پڑا کہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں آپ اپنی تقریر شروع کریں"۔ بجواب اس کے گذارش ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہم پوچھتے ہیں کہ وہ منصف صاحبان کون تھے اور کس کے تجویز کئے ہوئے تھے۔ اگر ایسے منصف صاحبان وہاں موجود تھے تو ان کے نام مع حلفیہ بیان مؤکد بعذاب دنیا شائع کریں

دوسرا مناظرہ

یہ مناظرہ بروز اتوار صبح ۸ ½ بجے شروع ہوا۔ اس میں شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل نے ۱۲ آیات قرآنی اور چند احادیث صحیحہ سے نہایت واضح طور پر ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اتباع میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ بیان اسقدر مدلل اور براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ کا حامل تھا۔ مگر جناب اختر نے بجائے قرآنی نصوص کو توڑنے کے پھر وہی وطیرہ اختیار کیا کہ مرزا صاحب نے فلاں کتاب میں ختم نبوت کے یہ معنی کئے ہیں۔ وغیرہ۔ آخر مولوی مبارک احمد صاحب نے جب یہ حدیث پیش کی کہ حضرت ابراہیم جو آنحضرت کا صاحبزادہ تھا جب فوت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔ تو لال حسین صاحب اختر تڑپ اٹھے اور کہا کہ اگر پیش کردہ حدیث میں "ابراہیم" کا لفظ دکھا دو تو پچاس شلنگ انعام دوں گا۔ احمدی مناظر نے کہا کہ پچاس شلنگ ٹائم کیپر کے پاس جلد رکھ دو۔ یہ ابن ماجہ کی حدیث میرے ہاتھ میں ہے میں حوالہ پڑھتا ہوں۔ لال حسین تو شلنگوں کے لئے ادھر ادھر جھانکنے لگے اور مولوی صاحب نے حوالہ پڑھنا شروع کیا (ترجمہ) اگر ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا"
لال حسین اختر بولے کہ چونکہ ابراہیم کا لفظ بعد میں نہیں پہلے واقع ہوا ہے۔ اسلئے مطالبہ پورا نہیں ہوا۔ لیکن اسوقت تمام سمجھدار غیر مسلم مان گئے کہ غیر احمدی مناظر محض کج بحثی کر رہا ہے۔ اس کو یقین تھا کہ اب شلنگوں کی خیر نہیں۔ اس لئے باوجود کتاب میں سے حوالہ دکھا دینے کے ایک بے ہودہ بات پر اڑ بیٹھا کہ ابراہیم کا لفظ موجود نہیں ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو شخص ایک صاف بات پر اڑا رہے وہ بھلا قرآنی دلائل کے سامنے کب ٹھیر سکتا تھا۔ عجز عیاں ہے۔

تیسرا مناظرہ

یہ مناظرہ ٹھیک ۲ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ احمدی مناظر نے اصولی طور پر ۱۲ آیات قرآنی سے وہ معیار اصول پیش کئے جو خدا تعالیٰ نے کسی مدعی الہام و نبوت کی سچائی معلوم کرنے کے لئے مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔ اور ثابت کیا کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ان قرآنی معیاروں کے عین مطابق اترتا ہے اسلئے آپ سچے ہیں
بجواب اس کے لال حسین صاحب اختر نہ تو پیش کردہ قرآنی آیات کو توڑ سکے اور نہ اپنی تائید میں قرآن شریف سے کوئی استنباط کر سکے۔ اگر کچھ ہوا تو یہ کہ حسب سابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے دو ادھوری عبارتیں پیش کر کے اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔ اور ایک دو پیشگوئیوں پر وہی بے ہودہ اور فرسودہ اعتراض جس کا مسکت جواب ہماری طرف سے بارہا دیا جا چکا ہے۔ لے دیکھ وہ یہی کہتا رہا کہ فلاں پیشگوئی۔ فلاں بات صحیح نہ نکلی۔ فلاں فلاں الہام انٹ سنٹ ہیں۔ حالانکہ کیا وہ نہیں جانتا کہ ہر نبی کے مخالف ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ تمہاری کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیا حضرت شعیب کے مخالفین نے یہ نہیں کہا کہ ما نفقہ کثیرا مما تقول (قرآن کریم) ترجمہ:۔ اے شعیب تیری باتیں ہماری سمجھ میں تو نہیں آتیں۔ ؎

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

نیز لال حسین صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب کو نہ قرآن آتا تھا نہ حدیث آتی تھی۔ جواباً کہا گیا کہ اگر بقول تمہارے "مرزا صاحب امی تھے تو جائے تعجب نہیں کیونکہ ہمارا آقا شاہ مدنی بھی امی تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض عربی کتب بتائید الٰہی لکھ کر تحدی کے ساتھ انعام مقرر کئے کہ کوئی ان کی مثل لکھ کر دکھائے۔ مگر کسی عالم و فاضل کو ہمت نہ پڑی۔ میں اسوقت تم کو اور تمہارے ارد گرد بیٹھے ہوئے سب مولویوں کو للکارتا ہوں کہ ایک بے ترجمہ قرآن لے کر میرے زانو بہ زانو اسیوقت بیٹھ جاؤ۔ اور کسی مشکل سے مشکل رکوع کی میرے بالمقابل تفسیر لکھو۔ دنیا دیکھ لیگی کہ الٰہی تائید تمہارے ساتھ ہے یا مسیح موعود کے ایک ادنیٰ غلام کے ساتھ لیکن یاد رکھو ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

دوران مناظرہ میں لال حسین نے اپنے مزعومہ شرافت سے مجبور ہو کر غیر مسلم اصحاب کو مشتعل کرنے کی کوشش کی اور باوجود غیر مسلم اصحاب کے یک زبان ہو کر پکارنے لگے وہ باز نہ آیا۔ آخر یوروپین انسپکٹر پولیس نے ذرا چشم نمائی کی تو ہوش آئی
الغرض تینوں مناظروں میں لال حسین قرآنی اصولوں سے قطعی طور پر دگردانی کرتا رہا اور تمام سمجھدار پبلک پر واضح ہو گیا کہ احمدیت کے خلاف قرآن اور اصول کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ چنانچہ تینوں مناظروں میں خاتمہ پر معزز ہندو اور سکھ اصحاب احمدی مناظر کو ان کی شرافت اور قابلیت کی داد اور مبارکباد دینے کے لئے آتے رہے اور بعض خطوط بھی مبارکباد کے بھیجے ہیں۔
(خاکسار سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نیروبی)

مناظرہ نیروبی کے متعلق بعض خطوط کا اقتباس

یہ مناظرہ ایک بہت شاندار مناظرہ تھا تین اور چار ہزار کے درمیان حاضری تھی۔ اس مناظرے کے انتظام کے لئے کمشنر صاحب پولیس مع سپرنٹنڈنٹ پولیس و انسپکٹر و سب انسپکٹران پولیس اور کافی جمعیت کانسٹبلان کے ساتھ انتظام کے لئے موجود تھے۔ پبلک کے بیٹھنے کے لئے چار بلاک بنا دیئے گئے تھے۔ ایک میں احمدی دوسرے میں غیر احمدی تیسرے میں ہندو چوتھے میں سکھ صاحبان تھے تاکہ اگر کسی بلاک میں شور اٹھے تو بآسانی معلوم ہو سکے۔ پبلک نے اس مناظرے کا گہرا اثر لیا۔
پبلک احمدی مناظر کی علمی قابلیت اور شرافت کی معترف تھی اور پبلک نے اس امر کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ قرآن کریم کے جاننے اور سمجھنے والے احمدی ہی ہیں۔
غیر احمدی مناظر لال حسین اختر کی پھکڑ بازی اور ہزلیات کا شریف پبلک نے بہت برا اثر لیا
بہت سے غیر مسلم اصحاب نے ہمارے مناظر شیخ مبارک احمد صاحب کو مبارکبادی کے خطوط لکھے۔
الحکم بھی اس عظیم الشان کامیابی پر شیخ مبارک احمد صاحب کو صدق دل سے مبارکباد پیش کرتا ہے

جماعت احمدیہ راولپنڈی مشکلات میں

جناب بابو محمد سعید صاحب آنریری سکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ آجکل جماعت احمدیہ راولپنڈی احرار شرارکے پروپیگنڈے کے ماتحت مشکلات میں مبتلا ہے
تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی
خاص دعاؤں
میں یاد رکھیں!

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کی عدالت میں درخواست

قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا حکم نہ واقعۃً نہ قانوناً جائز ہے!

۹ر فروری کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر گورداسپور کی عدالت میں جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پنجاب لاہور نے مولانا عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل کی طرف سے ایک درخواست پیش کی جس کا ماحصل یہ ہے، کہ "قادیان میں احمدیوں کی طرف سے نقص امن کا کوئی خطرہ نہیں اور جن اطلاعات کی بنا پر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا ہے وہ درست اور صحیح نہیں ہیں۔ نیز اس قدر پولیس فورس کی موجودگی میں دفعہ مذکور کے نفاذ کی کوئی ایسی ضرورت درپیش نہ تھی اور کہ احمدیہ جلسہ محض جائز شکایات کے ازالہ کے لئے اظہار خیال کیا گیا تھا۔ اور قانون کا منشاء بھی یہی ہے کہ جائز حقوق کے استعمال میں کوئی مانع نہ ہو۔ اگر اس کے استعمال سے کوئی فرد یا افراد مشتعل ہوں تو ان سے حفظ امن کی ضمانتیں لی جائیں اس لئے واقعۃً نہ قانوناً یہ حکم جائز ہے۔ لہٰذا اسے منسوخ کیا جائے۔

جناب شیخ بشیر احمد صاحب کے مطالبہ اور قانون دکھانے پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے پولیس کی رپورٹوں کی مصدقہ نقول دینے کی اجازت دیدی اور سماعت درخواست کے لئے ۱۴ر فروری مقرر ہوئی۔

سیشن جج صاحب بہادر کی عدالت میں مرافعہ

قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ خلاف قانون۔ پنجاب ہائیکورٹ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیار سے باہر ہے

۹ر فروری سکرٹری جنرل لیگ قادیان کی طرف سے جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ پنجاب ہائیکورٹ لاہور نے بعدالت سیشن جج صاحب بہادر ضلع گورداسپور ایک مرافعہ بدیں مضمون پیش کیا۔ قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ خلاف قانون اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات سے باہر ہے۔ اس لئے آپ ہائی کورٹ میں سفارش کریں کہ وہ اس حکم کو منسوخ کردے

سماعت مرافعہ کے لئے ۱۱ر فروری کی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔

سیشن جج صاحب بہادر گورداسپور نے نوٹس بنام سرکار جاری کر دیا

۱۱ر فروری کو سیشن جج صاحب بہادر گورداسپور نے دفعہ ۱۴۴ کے قادیان میں نفاذ کے خلاف مرافعہ کی سماعت کی جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے دلائل سننے کے بعد عدالت نے نوٹس بنام سرکار جاری کرنے کی ہدایت فرمائی کہ ۱۶ر فروری کو وجہ بیان کی جائے کہ کیوں ہائیکورٹ میں سفارش نہ کی جائے کہ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ خلاف قانون ہوا ہے اس لئے اسے منسوخ کر دیا جائے۔

وصایا

وصیت نمبر ۴۱۶۲

منکہ بشیرہ بیگم زوجہ مولوی تاج الدین صاحب لائل پوری عمر پینتیس ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۰/۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ صرف مبلغ سات سو چھیاسی روپے مہر اور زیور رکھے ہیں جو میرے خاوند کے ذمہ ہیں۔ اس کے اور زیور جو جائداد میری وفات کے وقت میری مملوکہ ہو اس کے ساتویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

۲۰/۱۲/۳۴ + العبد بشیرہ بیگم بقلم خود گواہ شد تاج الدین لائل پوری خاوند موصیہ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

گواہ شد محمد طفیل خان ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان بقلم خود

وصیت نمبر ۴۱۲۴

منکہ سماۃ عائشہ بی بی ولد حکیم شہاب الدین قوم اعوان عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء سکنہ قادیان محلہ دارالرحمت ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۲۶/۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری جائداد حق مہر کی صورت میں ایک مکان واقعہ محلہ دارالرحمت قادیان میں ہے جس کی دو مرلہ زمین ہے۔ اور اس میں ایک کوٹھری ہے۔ بعد منہائی قرضہ اسوقت میری جائداد موجودہ کل مبلغ ۲۵۰/- روپیہ کی ہے۔ اسکے اس کے علاوہ اور کوئی میری جائداد نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ جائداد مذکورہ بالا کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے یہ چند حروف قلمبند کر دیئے ہیں حصہ وصیت کردہ بھی بہت جلد ادا کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز

العبد عائشہ بی بی بنت حکیم شہاب الدین واقعہ دارالرحمت قادیان گواہ شد عبدالعزیز برادر اکبر مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء

گواہ شد:۔ قریشی محمد صالح مبلغ سندھ برادر اصغر گواہ موصیہ

وصیت نمبر ۴۲۳۲

منکہ نظیر بیگم زوجہ عبدالغفور خان کرک قوم ککے زئی عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن زنجبار مشرقی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸/۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد سر دست حسب ذیل ہے زیور قیمتی ۱۲۷۵/- مہر مبلغ ۲۰۰۰/- یعنی کل رقم مبلغ ۳۲۷۵/- روپیہ ہے۔ میں اس جائداد مذکورہ کے دسویں حصہ مبلغ ۳۲۷/۸ روپیہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ رقم جلد از جلد اپنی زندگی میں ہی ادا کر دوں گی۔ نیز اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو تو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور میرے ورثاء کو اس میں عذر نہ ہوگا۔

العبد نظیر بیگم زوجہ مسٹر عبدالغفور کرک زنجبار افریقہ گواہ شد عبدالغنی خان کرک پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ زنجبار

گواہ شد:۔ عبدالغفور کرک احمدی خاوند موصیہ گواہ شد:۔ چودھری محمد شاہ نواز خان جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ زنجبار

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم قادیان سے شائع ہوا)